بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون "القرآن"

لو کنت من شے سوا البشر
اگر آپ بشر کے سوا کچھ اور ہوتے

کنت المنور لیلۃ البدر
تو یقیناً ہے چودھویں کا چاند ہوتے

ابر نسیم

سوانح حیات

مفتی محمد امین صاحب

از قلم
حافظ محمد عابد نعمان
معہد الفتح الاسلامی (دمشق)

ناشر:
مکتبہ سلطانیہ
محمد پورہ فیصل آباد فون: 041-2637239

ابریشم

سوانح حیات

مفتی محمد امین صاحب

از قلم

حافظ محمد عابد نعمان

معہد الفتح الاسلامی (دمشق)



ناشر:

مکتبہ سلطانیہ

فیصل آباد فون: 041-2637239

نام کتاب:۔ ابریشم

مصنف:۔ محمد عابد نعمان

اشاعت اوّل:۔ دسمبر ۲۰۰۶ء

اشاعت دوم:۔ دسمبر ۲۰۰۹ء

ہدیہ:۔ ....

ناشر:۔ مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ

کمپوزنگ:۔ محمد خالد اقبال

کتاب منگوانے کا پتہ

مکتبہ سلطانیہ، جامع مسجد گلزار مدینہ، محمد پورہ، گلی نمبر۲

فیصل آباد۔ پاکستان

فون نمبر ۲۶۳۷۲۳۹-۰۴۱

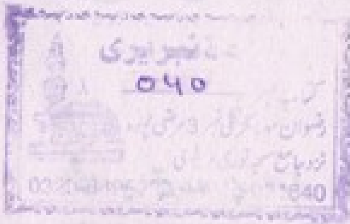
موبائل: ۷۶۱۵۵۰۹-۰۳۰۰

انتساب

رفقائے ابریشم کے نام

کہ جن کے وجود سے ایک زمانہ منور ہوگا۔

(ان شاء اللہ)

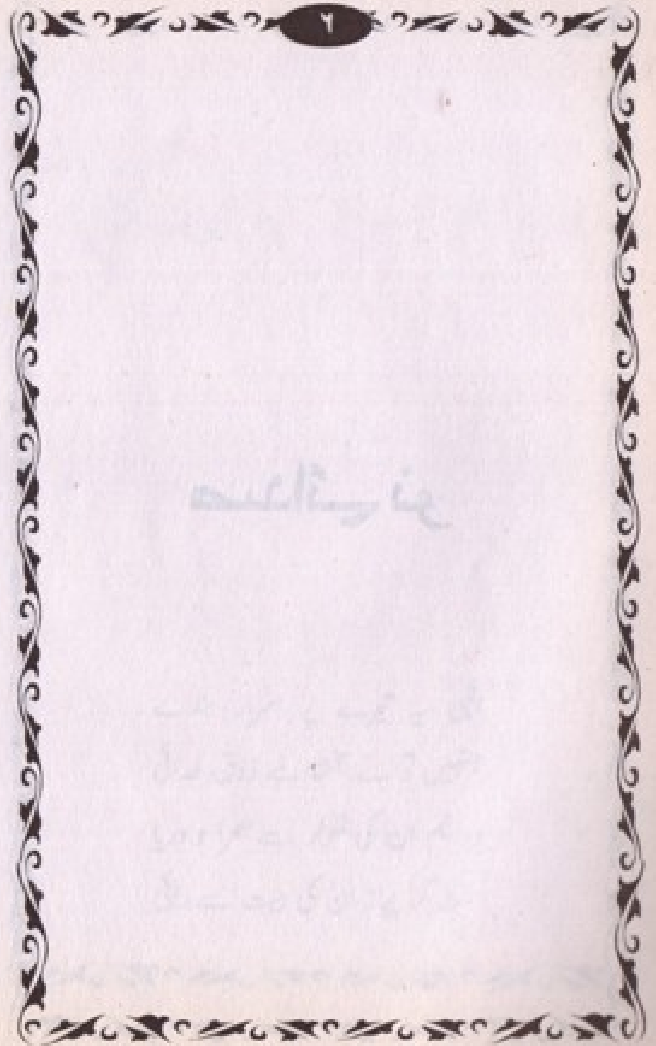


سونے دریا تحفہ آور دم صدف

گر قبول افتدز ہے عزو شرف

الٰہی یہ تیرے پر اسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

صدائے نو



مردِ خدا کسی نمائش کا محتاج نہیں ہوتا وہ خود منور ہوتا ہے اور ماحول کو پُر نور بنا دیتا ہے۔

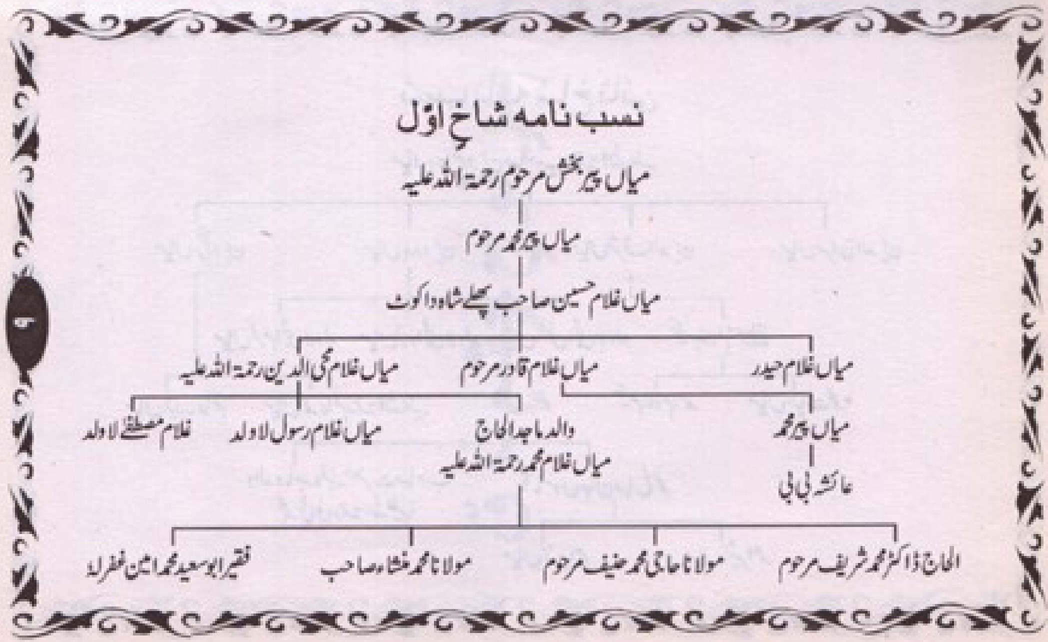
اس کی پرواز اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ جس کا اس سے تعلق قائم ہو جائے وہ بلندیوں کو چھونے لگتا ہے۔

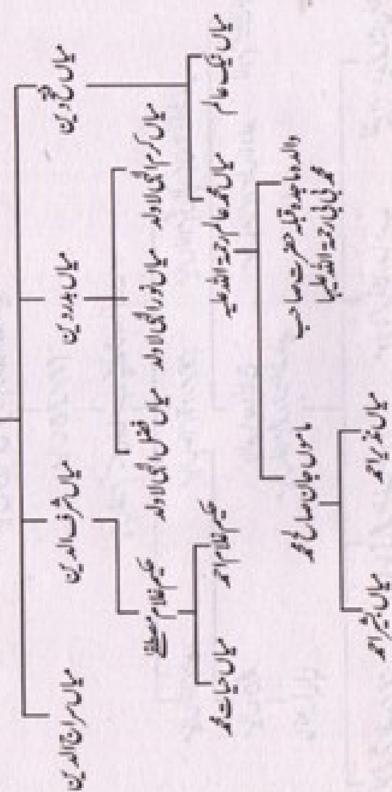
اس کی ذات ایک ایسا میٹھا چشمہ ہوتی ہے جو ہر ذی روح کا مرکز و محور بن جاتی ہے۔اس کے کلام میں وہ سچائی ہوتی ہے جسے انسانی قلوب بلا حیل و حجت تسلیم کرنے لگتے ہیں۔

اس کی ذات ایک اپنا جہان ترتیب دیتی ہے۔ایک ایسا جہان جہاں رنگ و نور کی رم جھم برستی رہتی ہے۔ جب نور کی دو بوندیں دلِ سیاہ پر پڑتی ہیں تو اس کے خدوخال واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔

ایسے ہی قلیل نفوس قدسیہ میں سے ایک مردِ ابریشم کے احوال قارئین کی نذر ہیں۔اس امید اور یقین کے ساتھ کہ یہ احوال و تذکار ''وابستگانِ و فیض یافتگانِ امینیہ'' کیلئے چراغ راہ ثابت ہوں گے۔

نسب نامہ شاخِ اوّل





سرِ لوحِ چشمِ ذوق

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

گرمیوں کے موسم کی وہ گرم دوپہر تھی جب سورج آگ کے شعلے برسا رہا تھا، دور دور تک کوئی ذی روح دکھائی نہیں دے رہا تھا، راستے سنسان، گلیاں ویران، اور کوچے بے آباد تھے، چہار جانب قیامت کا ساسماں تھا، ایسا سماں کہ جس میں شور بھی تھا اور سناٹا بھی، ہر طرف ہو کا عالم تھا کہ اس بے پناہ گرمی اور بیکراں سناٹے میں، دور پگڈنڈی پر ایک طفلِ مکتب اپنے بڑے بھائی کا ہاتھ تھامے، ننگے پاؤں، ہاتھ میں چند چھوٹی بڑی کتابیں اور آنکھوں میں روحانیت کی چمک لئے دانش کدے کی طرف جا رہا تھا۔

چلتے چلتے یکلخت زمین میں لگی آگ کا احساس ہوا اور پاؤں دہکتی ہوئی بھٹی کی طرح جلنے لگے۔ چند فرلانگ دور گھاس کے دو، چار زرد قطعے نظر آئے، یہ دونوں بھاگ کر اُن تک پہنچے اور گھاس پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے کہ شاید تلووں کو طراوت و تازگی ملے۔

کچھ دیر رکنے کے بعد وہی طفلِ مکتب، گرمیوں کے گھمبیر سناٹے

میں، زرد پتوں کو تلووں سے روندتا ہوا علم کی پیاس بجھانے کے لئے جانبِ منزل رواں دواں تھا۔

علم کی شمع کے اس پروانے کو آج دنیا فقیہ عصر قبلہ **"مفتی محمد امین"** صاحب کے نام سے جانتی ہے۔

ابتدائے گوھر

نام.......... (مفتی) محمد امین

کنیت.......... ابوسعید

ولدیت..........حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ

قوم.......... راجپوت بھٹی

جائے پیدائش..........نوازش آباد لاہور

صحیح روایت کے مطابق قدوۃ العاشقین حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی ولادتِ باسعادت ۱۳۴۴ھ، ۱۵ شعبان المعظم بر ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔

یکم مارچ بروز سوموار، کیا ہی مبارک وہ دن تھا کہ حضور سراپا نور، لمعہ مطلع انوار، فیض بخش وفیض آثار، ساقی بزمِ محبت والفت، واقفِ اسرار وحدت، گلِ گلستانِ خوبی وشمع بزم محبوبی، محبوب ربانی، قطب صمدانی، خواجہ خواجگان، اشرف الاولیاء، افتخار العارفین خواجہ محمد امین زیب مسند اقلیم دل آرائی ومسندِ دلربائی ہوئے، غنچے مسکرا کر پھول برسانے لگے اور ہزاروں پیاسوں کے خوابیدہ بخت خوشی سے جاگ اٹھے، دنیا اور دنیا والے تصدق ہونے لگے، زمانے نے پاؤں

چومے اور کہا: زہے پدر بلند اقبال، شمس الہدیٰ حضرت میاں غلام محمد اورزہے پسر عالی تبارو سر اسرار

والشمس عیاں از طلعتہٖ   واللیل ززلف عنبریہٖ
النور فدا بر عارضہٖ   الصبح دمیداز بُشریہٖ
الجن وبشر ہم بیخودہٖ   والحورو ملک فی مدحتہٖ

علم وادب کے گھر ایک ستارہ صبح کی طرح بلند وبالا چمکا جو آئندہ جانشین محدث اعظم والاشان ہو کر گلشن آرائے چمن شادابی ہونے والا تھا۔

مژدہ اے دل کہ تیرا راج دلارا آیا
لاڈلا شمس کا وہ صبح کا تارا آیا
عرش سے چاند گرا دل کی زمیں پہ یعنی
محفل ناز میں یوسف سا پیارا آیا

فروغ حسن تجلی اور انوار رخسار اٹھ اٹھ کر شہادت دے رہے تھے کہ یہ ماہ شمع اول کبھی بدر کامل بن کر عشاق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دل پہ بہ ہمہ آب وتاب چمکے گا اور یہ چہرہ آئینہ حق نما بن کر عارفوں کو وہ تجلیات دکھائے گا کہ سب زبان

حال سے پکار اٹھیں گے:

اے رنگ بوئے خوبی شمس الہدئے ما
نور رخ تو آئینہ حق نمائے ما

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، بچپن ہی سے آپ کی طبیعت میں وہ کل باتیں موجود تھیں جن سے انسان کامل کی طبیعت دوسرے افراد سے بالکل الگ اور ممتاز ہوا کرتی ہے۔

آپ کے بڑے بھائی حضور مولانا منشاء صاحب فرماتے ہیں۔

''بچپن سے ہی 'امین صاحب' کی طبیعت دوسروں سے جدا تھی، بات کرنے کا انداز، بولنے کا سلیقہ وطریقہ، عادات واطوار، کیفیت ومزاج، سوز ودرد سب کچھ الگ سا تھا۔

اگر بولتے تو دھیمے لہجے میں، ہنستے تو بغیر قہقہے کے، کسی بڑے سے بات کرتے تو نگاہیں جھکا کے، کسی چھوٹے سے کلام کرتے تو شفقت سے، پڑھتے تو دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہو کر، والدین کی خدمت کرتے تو ساری ساری رات یخ سردی میں کھڑے کھڑے گزار دیا کرتے تھے۔

ہم دونوں (قبلہ حضرت صاحب اور قبلہ منشاء صاحب) اپنے

گاؤں نوازش آباد سے دور دوسرے گاؤں "پکی حویلی" جایا کرتے تھے۔ سردی ہوتی یا دن گرم ہوتے، برسات ہوتی یا خزاں نے ڈیرے ڈالے ہوتے، ہم دونوں اپنے گاؤں سے چلتے اور "پکی حویلی" پڑھنے کے لئے جاتے، وہاں ہمارے ایک بڑے ہی مشفق استاد تھے جن کو گاؤں کے بچے، بڑے "ماسٹر عبدالرشید" کے نام سے پکارا کرتے تھے۔ ماسٹر صاحب پڑھانے کے معاملے میں کافی سخت تھے اور کسی طالبعلم کو سفارش یا رشوت لے کر بھی اگلی کلاس میں داخلہ نہ دیتے جب تک کہ وہ پہلی کلاس پاس نہ کر لیتا۔ ہم دونوں چند دن وہاں گئے کہ اگلے ہفتے ہی ماسٹر صاحب نے ہمیں تیسری جماعت میں داخل کر لیا۔

اس سے قبل ہم سب بھائی گھر میں ہی قبلہ ابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا کرتے تھے جن میں ہمارا نصاب درج ذیل ہوا کرتا تھا۔ قاعدہ پڑھنا، تختی لکھنا، فقہی مسائل یاد کرنا، اور بزرگوں کی نصیحتیں یاد کرنا۔ قبلہ ابا جی سے پڑھ کر ہم ماسٹر صاحب سے پڑھنے چلے جاتے۔ ماسٹر صاحب بھی موجودہ ماسٹروں کی طرح اکثر و بیشتر ہمیں اپنے گھر کام کاج کے لئے بھیج دیا کرتے تھے۔

ماسٹر صاحب کی گھر والی ایک "لیڈی ڈاکٹر" تھی اور ہم بچوں سے

بڑی شفقت و محبت سے پیش آتیں اور کہا کرتی تھیں

"بچو پڑھ لو! پڑھ لو! ابھی عمر ہے پڑھنے کی اگر اس عمر میں پڑھائی کو پس پشت ڈال دو گے تو بعد میں پچھتاوے کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے گا پھر روؤ گے اور آسمان کی طرف منہ کر کے چلاؤ گے کہ اے عمر رفتہ! کچھ وقت کے لئے لوٹ آ! مگر وقت ہاتھوں سے سرکتی ریت کی طرح گزرتا چلا جائے گا، گزرتا چلا جائے گا اور ساری دنیا دے کر بھی واپس نہیں آئے گا"

ہم اس شفیق اور مہربان خاتون کی باتیں سنتے اور پلے باندھ کر پڑھائی میں مگن ہو جاتے۔

وقت یونہی بیتتا گیا کہ امین صاحب کے دلنواز اور دلآرا سراپے کو بخار نے آلیا اور وہ صاحب فراش ہو گئے۔ ایک دن، دو دن، تین دن، حالت دن بدن خراب ہوتی گئی، گلاب جیسا چہرا مرجھا سا گیا۔ بڑا علاج کروایا، گھریلو ٹوٹکے آزمائے، دم کروایا مگر بخار تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا کہ آخر ہم سب کی خصوصاً "اماں جی" کی دعائیں رنگ لائیں اور تقریباً بائیس دن بعد بخار اتر گیا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور سر اس خدائے واحد کے حضور

جھکا دیا کہ جو صدائے کن سے زمین وزمن پیدا کرتا ہے۔

ادھر پہنچ کر منشاء صاحب ٹھہر گئے۔ کچھ دیر بعد بار یش چہرے پر ہاتھ پھیر کر سوچتے ہوئے بولے۔

”امین صاحب کی عمر پندرہ، سولہ برس ہو گی ہم تین بھائی، بھائی محمد حنیف صاحب مرحوم میں یعنی محمد منشاء اور بھائی محمد امین صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔

شام افق سے اتر کہ دلوں پر دستک دے رہی تھی، سورج اندھیرے کی گہری چادر اوڑھے چھپ چکا تھا، افق سے ہمارے گھر تک ایک ملگجا سا اندھیرا تھا، سردیوں کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ ہم تینوں گھٹنوں پر لحاف ڈالے ہوئے شاید سبق یاد کر رہے تھے کہ ہم میں سے کسی نے کہا

”دین کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے، دنیا کی تعلیم دنیا میں ہی رہ جائے گی مگر دین دنیا و عقبیٰ دونوں میں کام آئے گا کیا وہ حدیث پاک نہیں سن رکھی کہ جس میں حبیب خدا علیہ تحیۃ وثنا نے فرمایا” ایک عالم دین کے لئے سمندر میں رہنے والی مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں؟“

ہم میں سے ایک گھر پر رہے کیونکہ والدین کو ہماری ضرورت

ہے باقی علم دین پڑھنے کے لئے کسی دارلعلوم میں داخلہ لے لیں اور جب وہ پڑھ لے تو گھر واپس آئے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت میں جگہ بنائے اور پھر پہلا علم دین کے حصول کیلئے نکل جائے۔

فیصلہ ہو گیا کہ میں (محمد منشاء صاحب) والدین کی خدمت پہلے کروں گا اور محمد امین صاحب اور محمد حنیف صاحب دینی تعلیم کیلئے کسی مدرسے میں داخلہ لیں گے۔

اگلے دن بھائی جان حنیف صاحب مرحوم، محمد امین صاحب کو لے کر دارلعلوم شرقپور شریف حاضر ہو گئے جہاں استاذ الاساتذہ مجمع البحرین حضرت علامہ شیخ الحدیث غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسند تدریس پر جلوہ افروز تھے اور ہر خاص وعام کو علم وحکمت کے جام بھر بھر کر عنایت فرما رہے تھے۔ حضور شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ پوچھنے لگے کہ کدھر آئے ہو؟ بھائی جان حنیف صاحب نے عرض کیا

”حضور! یہ میرے بھائی ہیں ان کو دینی تعلیم سیکھنے کا بے حد شوق ہے اگر آپ اپنی شاگردی میں لے لیں تو شفقت ہو گی“

حضور شیخ الحدیث غلام رسول صاحب فرمانے لگے

”ٹھیک ہے آپ انہیں چھوڑ جائیں ہفتے بعد یہاں سے چھٹی ہوا کرے

گی تو یہ آپ سے مل آیا کریں گے۔"

سات دن بعد امین صاحب گھر آتے تو گھر میں رونق بڑھ جاتی، صبح بڑی روشن ہوتی اور اگلا دن پھر اسی سرشاری میں گزرتا کہ ہمارا بھائی، عالم دین کہ جس کے پاؤں تلے ہمہ وقت فرشتے پر بچھائے رکھتے ہیں، گھر آیا ہوا ہے، جس کے دم قدم سے گھر میں رونقیں اور اُجالے چھا جاتے ہیں۔

بچپن ہی سے امین صاحب مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان پر سختی سے کاربند تھے کہ

دور شو از اختلاط یار بد یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند یار بد بر جان و بر ایماں زند

(برے دوست کی صحبت سے ہمیشہ دور رہو کیونکہ برا دوست برے سانپ سے بھی بدتر ہوتا ہے برا سانپ فقط جان پر حملہ کرتا ہے جبکہ برا دوست جان اور ایمان دونوں پر حملہ کرتا ہے)

یہاں تک پہنچ کر مولانا منشا صاحب پھر رک گئے سرہانے موجود عمامہ شریف کو سر پر باندھا اور ساٹھ ستر سال قبل کے منظر کو نگاہوں کے سامنے لانے کی کوشش کرتے ہوئے بولے۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے محمد امین صاحب کے ایک ہی دوست تھے اور انکا نام حافظ (ا) احسان الحق تھا۔ جب کبھی محمد امین صاحب گھر آتے تو حافظ احسان الحق صاحب کو بھی ہمراہ لے آتے ایک رات گھر گزارنے کے بعد دونوں واپس شرقپور شریف چلے جاتے۔

وقت کا پہیہ کچھ آگے سرکا، لیل و نہار گزرتے گئے اور محمد امین صاحب نے دارالعلوم شرقپور شریف میں تعلیم مکمل کر لی۔

نماز عشاء کا وقت ہو چکا تھا مولانا منشاء صاحب مدظلہ العالی نے کرتے کے بازو اوپر کئے، ٹٹول کر سلیپر پہنے اور فرمانے لگے

"پتر! نماز دا وقت ہو گیا اے، میں جا کے نماز پڑھنی اے، باقی دیاں گلاں زندگی رہی تے فیر دساں گا"

میں نے ناناجی مولانا منشاء صاحب کا شکریہ ادا کیا اور گھر واپس آ گیا۔

☆☆☆☆☆

ل :۔ شیخ الحدیث عاشق مدینہ علامہ حافظ محمد احسان الحق صاحب قبلہ حضرت صاحب کے بچپن کے ماموں ہیں اور اس وقت ہجویری مسجد فیصل آباد کے دائیں کونے میں آرام فرما ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

علمی ارتقاء

قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔

''فقیر ابو سعید غفرلہٗ شوال المکرم ۱۳۶۷ھ مطابق اگست ۱۹۴۸ء میں سیدی وسندی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اس وقت آپ کا قیام عارضی طور پر اس مقام پر تھا جہاں صابر یہ سراجیہ سکول قائم ہے۔ آپ اکیلے ہی بالائی کمرے میں رونق افروز تھے (اس اعتبار سے فقیر جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور کا پہلا طالب علم ہے)

فقیر غفرلہ نیچے برآمدے میں بیٹھ گیا اور رعب طاری تھا کہ کہاں وہ بریلی شریف کا شیخ الحدیث اور کہاں میں ایک ادنیٰ سا طالب علم بدیں وجہ اوپر جانے کی ہمت نا پڑتی تھی۔ آخر یہ سوچ کر کہ یہاں تک جب پہنچ گیا ہوں تو اوپر جانے کے سوا چارہ نہیں ہے۔ دل کو تسلی دی، ہمت جمع کی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

فقیر سیڑھیاں چڑھ رہا تھا کہ اچانک سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز ظہر کے لئے اوپر سے نیچے

تشریف لا رہے تھے۔ آپ نے جب دیکھا تو بازو پھیلا دیے اور فقیر کو گلے سے لگا لیا۔

خوش بختیاں، فیروز مندیاں اور ارجمندیاں جس کی بارگاہ ناز میں چشم ابرو کی منتظر رہا کرتیں، جس کی برکتوں کے فیضان نے تیرہ بختوں کو بخت رسا اور محروموں کو خوش نصیب بنا دیا تھا، پستیاں جس کے قدموں سے لپٹ کر نقطۂ عروج کا اعزاز حاصل کرتی تھیں، کتنے لوگ اس کی ایک نگہ کیمیا اثر سے مسند اعزاز حاصل کرتے تھے، جس کے سینے کے ساتھ کبھی مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کا سینہ مس ہوا کرتا تھا۔ آج اسی مبارک سینے کے ساتھ فقیر کا سینہ مس تھا اور فقیر اپنے نصیبے کی خوش بختی پر ناز کر رہا تھا۔

اس کریمانہ شفقت اور خلق کو دیکھ کر فقیر بہت متاثر ہوا آپ نے فرمایا" اوپر سامان رکھو! پہلے نماز ادا کرلیں۔

فقیر کو وہ نقشہ یاد ہے اور آنکھوں کے سامنے گھوم رہا ہے کہ چہرہ انور پر ایک شفیق سی مسکراہٹ تھی۔ آپ نے پاؤں مبارک میں باٹا کے سلیپر اور سر مبارک پر تولیہ جس کی دونوں طرفیں کانوں کے اوپر

تھیں، ہاتھ مبارک میں سلور کا لوٹا تھا۔ آپ نیچے تشریف لائے اور باجماعت نماز ادا کی۔ شام کا وقت تھا، فضا میں گرمی کی شدت زیادہ تھی، ہوا دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔ سیدی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے لبہائے احمریں نے جنبش کھائی، آپ نے فقیر سے پوچھا "صوفی صاحب! کتنی روٹی کھاؤ گے؟ قلتِ طعام پر عمل پیرا فقیر کی زبان سے دفعۃً نکلا" ایک روٹی کھاؤں گا۔"

یہ سن کر سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"بندہ خدا ایک روٹی کھاؤ گے تو پڑھو گے کیا؟ پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں مار کر فرمایا بندہ خدا خوب کھاؤ اور خوب پڑھو!

اس کے بعد آپ نے مجھے چار آنے عنایت فرمائے۔ فقیر دہکتے ہوئے تنور سے چار روٹیاں مع سالن لے کر حاضر ہوا اور اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ یہ سلسلہ ایک عرصے تک چلتا رہا پھر کئی دیگر طلباء بھی پہنچ گئے اور حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسباق باقاعدہ شروع ہو گئے۔

کچھ دنوں بعد فقیر بیمار ہو کر واپس لاہور اپنے گھر چلا گیا اور کئی

ماہ بیماری کی حالت میں گزرے، رنگ پیلا پڑ گیا، جسم کمزور ہو گیا، سانس دھونکنی کی طرح چلنے لگا، دل میں ہمہ وقت یہی خیال گردش کرتا رہتا کہ ساتھیوں کے اسباق شروع ہوں گے مگر میں اس بیماری کے ہاتھوں بے بس ہو کر گھر بیٹھا ہوا ہوں۔ ازاں بعد اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کی اور کچھ صحت عطا ہوئی تو فقیر نے والدین کریمین رحمہما اللہ سے لائلپور آنے کی اجازت مانگی والدین رحمہما اللہ نے فرمایا

''پتر! لائلپور دور ہے اس لئے بہتر ہے کہ لاہور کے کسی مدرسے میں حدیث پاک پڑھ لو! والدین کا حکم سر آنکھوں پر، چنانچہ فقیر نے لاہور میں ہی حدیث پاک پڑھنے کا ارادہ کر لیا۔ میرے بڑے بھائی الحاج محمد منشا صاحب مدظلہ العالی نے سائیکل نکالا، کیریل کو جھاڑ کر صاف کیا، میرے ہاتھ سے بستر لے کر کیریل پر رکھا اور مجھے بس پر بیٹھا کر لاہور روانہ کر دیا۔ نوازش آباد سے لاہور، میں بھائی صاحب سے پہلے پہنچ گیا۔

یہ اہلسنت کی ایک عظیم درسگاہ تھی۔ لوگ اس درسگاہ کو.................. کے نام سے پکارتے تھے۔ فقیر درسگاہ میں پہنچا، بے ترتیب سانسیں درست کیں، دیکھا کہ اس درسگاہ کے شیخ الحدیث

مولانا.................. رحمۃ اللہ علیہ اسباق سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے۔ فقیر نے ادب سے سلام عرض کیا، حال احوال دریافت کئے۔ آپ نے استفسار فرمایا کہ کیسے آنا ہوا؟ فقیر نے عرض کیا پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا کیا پڑھو گے؟ عرض کیا دورہ حدیث شریف...... فرمایا

''بندہ خدا کیا پڑھو گے؟ چار دن روٹیاں کھاؤ گے اور چلے جاؤ گے''

فقیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سب کچھ دھندلا سا گیا، دو تین نمکین قطرے حلق میں گرائے اور ادب سے سلام عرض کر کے باہر آ گیا۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ چھیڑیں داستاں کیسے
رلائیں تو بغاوت ہے ہنسائیں تو بغاوت ہے

فقیر بھیگی پلکوں کا بوجھ اٹھائے کھڑا تھا کہ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب بھی پہنچ گئے۔ ان کی موجودگی میں دوبارہ عرض کرنے پر پھر وہی فرمان دہرایا۔ یہ سن کر بھائی صاحب کی گرم طبیعت نے جوش مارا اور فرمایا:

''اٹھو چلیئے! کی گل مدرسے مک گئے نے؟

اور جب ہم اٹھنے لگے تو قبلہ شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

”نیچے کمرہ ہے، اگر رہنا ہو تو دیکھ لو کمرہ دیکھا تو طرطوس کے جلادخانے اور اندھیمان کے ویرانے کی مانند تھا۔

بھائی صاحب نے فرمایا ”چلو واپس چلیں! اور جب ہم درسگاہ سے نکل کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے سرکلر روڈ پر پہنچے تو ایک بس والا صدا لگا رہا تھا۔

”لائکپور آ جاؤ! لائکپور آ جاؤ!“

لائکپور کا نام سن کر فقیر کو جوش آ گیا اور بھائی صاحب سے عرض کیا ”آپ بستر بس پر رکھیں اور والدین کو فقیر کا سلام عرض کر دیں“

سائے لائکپور کے گلی کوچوں میں پھیل چکے تھے، رات گہری تھی، کہر آلود سردی میں لپٹی ہوئی رات کی تاریکی میں فقیر لائکپور پہنچا اور رات جامعہ میں بسر کی۔

سیدی محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جھال پر مکان کرائے پر لے رکھا تھا اور آپ گھر تشریف لے جا چکے تھے۔

صبح سورج چمکا، پرندوں کی چہچہاہٹ کے ساتھ ہی کسی نے

آواز دی کہ حضرت صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ فقیر سن کر بازار کی طرف بھاگا اور سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کو دیوانہ وار تلاش کرتا رہا کسی نے پوچھا ”صوفی صاحب کیا ڈھونڈ رہے ہو؟“ میں نے کہا ”حضرت صاحب کو دیکھ رہا ہوں“ اس نے کہا ”وہ تو مسجد میں تشریف لا چکے ہیں اور اسباق بھی شروع ہیں“

فقیر جب حاضر ہوا تو دیکھا کہ مسجد کے کونے میں تپڑی تنی ہوئی تھی (کیونکہ شاہی مسجد پر ابھی چھت نہیں تھی) اور اس تپڑی کے نیچے بریلی شریف کی عظیم درسگاہ کا صدر دھوپ میں حدیث پاک پڑھا رہا ہے اور جب فقیر سامنے ہوا تو سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور فقیر کو گلے لگا لیا جب اسباق کا وقفہ ہوتا تو اظہار مسرت فرماتے ہوئے فرماتے

”مولوی معین صاحب دیکھو کیا ہی اچھا ہوا کہ صوفی صاحب آ گئے ہیں۔ بار بار یوں فرماتے رہے فقیر اس مشفقانہ انداز سے ایسا متاثر ہوا کہ لاہور بھول ہی گیا۔

سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث پاک پڑھا کر فارغ ہوتے تو نیچے جامعہ رضویہ کے صحن میں تشریف لاتے اور

مدرسین کو معقولات وغیرہ کی کتب پڑھاتے۔

الحمد للہ رب العالمین فقیر نے صحاح ستہ (بخاری شریف، مسلم شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف) کے علاوہ ملاحسن حمد اللہ قاضی مبارک علم فرائض وغیرہ سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی ہیں۔

اسی دوران قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو مسند افتاء پر فائز کر دیا۔ بعض احباب شیخ الحدیث صاحب سے ملنے گاؤں اور چکوں سے آیا کرتے تھے جب آپ حدیث پاک کے درس سے فارغ ہوتے تو پھر آنے والے احباب سے خیریت پوچھتے اور ایسے میٹھے اور رسیلے لہجے میں پوچھتے کہ آنے والے حیران رہ جاتے اور ان آنے والوں میں سے بعض عرض کرتے

”ہم نے فتویٰ لکھوانا ہے تو آپ یوں نا فرماتے کہ جاؤ نیچے دارالافتاء میں جا کر لکھوالو بلکہ کسی طالب علم سے فرماتے مولانا! یہ صاحب گاؤں سے آئے ہیں انہیں دارالافتاء معلوم نہیں لہذا ان کو دارالافتاء میں لے جاؤ اور مفتی صاحب سے کہو کہ ان کو فتویٰ بھی لکھ دیں اور چائے بھی پلائیں۔

اس طرح آہستہ آہستہ قدم بقدم اور دھیرے دھیرے فقیر اللہ رب العزت کے فضل، آقا علیہ السلام کی نظرِ رحمت اور شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ کیمیا کی بدولت مفتی محمد امین بن گیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نبخشد خدائے بخشندہ

☆☆☆☆☆

دوران تعلیم چند خوشگوار یادیں

☆......یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ حضور قبلہ شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کی رہائش گاہ میں ہینڈ پمپ لگ رہا تھا اور آپ درسِ حدیث پاک سے فارغ ہو کر گھر میں تشریف لائے تو مزدوروں سے فرمایا

''آپ تھک گئے ہوں گے، چھٹی کر لیں! باقی کا کام ظہر کے بعد مکمل کر لینا آرام کا وقت ہے، تھوڑی دیر ستا لو!

مزدوروں کے جانے کے بعد حضور شیخ الحدیث نے فقیر کو اور بڑے بھائی حضرت مولانا حاجی محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی کو بلا بھیجا۔ ہم بھاگ کر جلدی جلدی حاضر ہوئے تو فرمایا ''مستری ریت نکال رہے تھے، وہ چھٹی کر گئے ہیں اب تم ریت نکالو!

ہم دونوں بھائی زور لگانے لگے چونکہ اس طرح کا کام کبھی کیا نہیں تھا اس لئے کوئی تجربہ بھی نہیں تھا۔ ہم نے ایک ہی بار ریت نکالی تو فرمایا'' اب رہنے دو! یہ سن کر ہم دونوں کو سخت شرمندگی لاحق ہوئی۔ آپ نے اس شرمندگی کو بھانپ کر فرمایا:

''یہ جن کا کام ہے وہی کریں گے۔ آپ دونوں کو اس لئے بلایا ہے کہ تمہارے ہاتھ لگ جائیں تو انشاء اللہ پانی میٹھا نکل آئے گا۔

☆......ایک مرتبہ نمازِ عشاء کے بعد جامعہ رضویہ کے دفتر کے عین

سامنے صحن میں طلبہ بیٹھے شاید تکرار کر رہے تھے، ہوا دبے پاؤں چل رہی تھی یہ سوچ کر کہ مبادا طلباء پریشان ہوں، دور آسمان کے کنارے چاند کا نقرئی تاج نظر آ رہا تھا، لکڑی کے دیدہ زیب تخت پر حضور شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ آپ نے فقیر سے ایک مسئلہ دریافت فرمایا۔ غالباً وہ مسئلہ سنی رضوی مسجد کے متعلق تھا۔ فقیر نے اپنی سمجھ کے مطابق عرض کیا تو سن کر فقیر کے متعلق فرمایا

"اهل الجنة سیدهی سادهی' اهل الجنة سیدهی سادهی "

فقیر کیلئے یہ جملہ سرخ اونٹوں کے حصول سے بھی بہتر اور باعثِ صد افتخار ہے کیونکہ آپ کی زبان مبارک سے فقیر کے لئے جنتی ہونے کا دو بار صدور ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

☆...... یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب گیان مل غیر آباد ہو گئی، جگہ کافی تھی لہٰذا مہاجر حضرات آتے گئے اور اس میں آباد ہوتے گئے۔ انہیں مہاجرین میں سے ایک مہاجر حضور سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھا۔ ایک دن وہ آیا، رنگ متغیر اور چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ عرض کرنے لگا کہ حضور ہمارے گھر کے صحن میں

پتھر اور اینٹیں برستی ہیں ہم بڑے خوفزدہ ہیں، کچھ کیجئے۔

آپ نے فقیر ابو سعید غفرلہٗ اور مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (والد محترم قبلہ سید ہدایت رسول شاہ صاحب مدظلہ العالی) کو بلایا اور فرمایا

"تم دونوں ان کے گھر جاؤ اور میری یہ چھڑی لے جاؤ! جا کر ان کے صحن میں مارنا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا کہ ہمیں (سردار احمد) نے بھیجا ہے اور یہ ان کی چھڑی ہے۔ خبردار! آئندہ ایسی حرکت ہرگز نہ کی جائے۔

ہم دونوں ان کے گھر گئے اور چھڑی کو زمین پر مار کر مندرجہ بالا پیغام دے کر آ گئے۔ چند دن بعد وہ صاحب خانہ حاضر ہوئے، چہرے سے خوشی ٹپک رہی تھی۔ عرض گزار ہوئے کہ اللہ رب العزت نے فضل فرمایا ہے اب کوئی خوف و ہراس نہیں رہا۔

☆☆☆☆☆

تزوج

صحیح روایت کے مطابق قبلہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی کی شادی خانہ آبادی باتم اولادہ جمادی الاول ۲۷ ۱۳۷۲ھ مطابق ۵ فروری ۱۹۵۳ھ کو ہونا قرار پائی۔

اب ذرا دوسری جانب چلتے ہیں

جب آپ کی (دادی جان) شادی کی بات چل رہی تھی تو آپ نے اپنی پھوپھی صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو خواب میں دیکھا جو کہ نہایت ہی پارسا اور نیک خاتون تھیں اور ساری عمر بچیوں کو قرآن پڑھاتے گزری تھی۔

پھوپھی صاحبہ نے پوچھا "بیٹا تمہاری کیا مرضی ہے؟"

آپ نے جواباً فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ اور میرے والد صاحب کی مرضی شامل ہے تو یہ رشتہ مجھے بھی منظور ہے"

آپ کی پھوپھی صاحبہ نے فرمایا "بیٹا! اللہ کی رضا بھی اسی میں ہے اور تمہارے والد صاحب کی مرضی بھی یہی ہے اور یہ بات غور سے سن لو!

یہ بڑے نیک، پارسا اور متقی ہیں۔ ان کی دل و جان سے خدمت کرنا"۔

دادی جان نے سر تسلیم خم کر دیا۔

محترمہ دادی جان علیہا الرحمۃ کی رہائش چک نمبر ۳۰ ر۔ب ضلع فیصل آباد میں تھی اور سیدی و سندی قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی کی رہائش جھنگ بازار کے باہر محلہ گئو شالہ میں تھی۔

جب دادی جان علیہا الرحمۃ کی رخصتی ہوئی اور آپ قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ہمراہی میں گھر داخل ہوئیں تو وقت نماز ہوا چاہتا تھا، موذن کے

"حی علی الصلوۃ، حی علی الصلوۃ، حی الفلاح، حی الفلاح"

کہنے کی آواز جونہی سماعتوں سے ٹکرائی اور آپ کی زبان اقدس سے جو الفاظ سب سے پہلے سرتاج کے گھر میں نکلے وہ یہ تھے

"مجھے نماز ادا کرنی ہے"

وضو کیا، جائے نماز بچھایا اور سر سجدے میں رکھ کر دل محبوب عزوجل کے قدموں میں رکھ دیا۔

قبلہ حضرت دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمۃ

نے فرمایا

"پتر مبارک ہو۔ میری بہو نے گھر میں داخل ہوتے ہی مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبین نیاز خم کر دی ہے۔ آنے والی ایسے پاکیزہ گھر میں آئی ہے کہ جس گھر میں مبارک دی جاتی ہے تو دنیا کے چند ٹکوں پر نہیں بلکہ مبارک دی جاتی ہے تو اللہ عزوجل کی عبادت و بندگی پر دی جاتی ہے۔

حضور قبلہ مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں

"اگر لاکھوں روپے کا جہیز ساتھ آتا، عالیشان فرنیچر ساتھ آتا اور منوں کے حساب سے سونا بھی ساتھ ہوتا تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی خوشی اس بات سے ہوئی کہ آنے والی ترجیح دیتی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کو دیتی ہے۔

والد مکرم مولانا محمد افضل شاہد صاحب زید شرفہٗ نے مجھ سے بیان فرمایا

"تمہاری دادی جان رحمہا اللہ نے کبھی حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب سے کوئی فرمائش نا کی تھی،

یہ سرما کی ایک یخ ٹھنڈی رات تھی، کہر میں لپٹی ہوا کا ایک جھونکا سا آتا اور چہروں پر سوئیوں کی طرح اتر جاتا، زرد سورج کپکپاتا

ہوا کب سے مغرب کی جھیل میں ڈوب چکا تھا، ہم برف ہوتی انگلیوں پر پھونکیں مار کر برف کو پگھلانے کی ناکام سی کوشش کیا کرتے تھے۔

اسی جما دینے والے موسم کی ایک سرد رات میں تمہاری دادی جان رحمہا اللہ کی شفیق سی آواز ابھری اور قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں عرض کیا

"حضور! ایک عدد گرم چادر منگوا دیجئے!"

قبلہ حضرت صاحب زید مجدہٗ اس مطالبے پر نہایت حیران ہوئے کہ زندگی کے کئی برس بیت گئے آج تک تو کوئی فرمائش نہیں کی گئی۔ خیر آپ خاموش ہو گئے۔ اس پر دادی جان رحمہا اللہ نے اصرار کیا تو قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے چند چادریں منگوا دیں اور کہا کہ ان میں سے ایک پسند کر لو! اس پر آپ رحمہا اللہ نے ایک چادر پسند کر لی۔

اگلے روز حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نماز ادا فرما کر قبلہ رو بیٹھے تھے کہ آپ رحمہا اللہ نے وہ چادر یہ کہتے ہوئے آپ کے کندھوں پر ڈال دی

"حضور! آپ کی پہلے والی کھدر کی چادر بوسیدہ ہو چکی ہے۔ یہ چادر میں نے فقط آپ کیلئے منگوائی ہے۔ آپ تو اپنا خیال نہیں رکھتے،

مجھے ہی رکھنا پڑھتا ہے، اگر میں پروانہیں کرونگی تو اور کون کرے گا۔

یہ سن کر قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی مسکرادیے۔

محترمہ دادی جان رحمہا اللہ نے ساری زندگی حضور قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی کی نافرمانی نہیں کی۔ نافرمانی کو کجا کبھی اس کا تصور بھی نہیں کیا۔ گاہے گاہے حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی سے عرض کیا کرتی تھیں

''جب سورج سوا نیزے پر ہوگا، چاند بے نور ہو جائے گا، ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر جائیں گے، پہاڑوں کی دھجیاں اڑ جائیں گی اور وہ روئی کے گالوں کی طرح اڑنا شروع ہو جائیں گے، جب زمین تانبے کی ہوگی، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، اس دن گواہی دیجئے گا کہ میں نے زندگی بھر آپ کی نافرمانی نہیں کی۔

حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب فرماتے

''انشاءاللہ عزوجل اگر مجھ سے پوچھا گیا تو میں اس بات کا اقرار کرونگا کہ آپ نے کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔ اور کبھی کبھی حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب سے دو باتوں کی گواہی کے بارے میں عرض کرتیں

(۱)......کبھی نافرمانی نہیں کی

(۲)......کبھی خیانت نہیں کی

حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب زید شرفہٗ خود ارشاد فرماتے ہیں

''میں ان دو باتوں کا گواہ ہوں۔ اگر روز جزا خالق و مالک ارض وسمانے مجھ سے گواہی طلب کی تو انشاءاللہ میں ضرور گواہی دوں گا۔ (آج کل کی خواتین کے لئے یہ ایک مثالی نمونہ ہے)

قبلہ والد صاحب فرماتے ہیں کہ آپ رحمہا اللہ میں سخاوت کا وصف نازنیں بطور خاص موجود تھا۔ جو بھی حاجت مند آتا خالی نا جاتا۔ یہ سلسلہ ایام علالت میں بھی جاری رہا۔ ہم بھائیوں میں سے جو بھی آپ کی مالی خدمت کرتا اس میں سے ایک بھی پیسہ اپنی ذات پر خرچ نا کرتیں بلکہ اس سے ضرورت مندوں کی ضرورت اور حاجت مندوں کی حاجت برآوری کی کوشش کرتیں۔

؎ کچھ نقش تیری یادوں کے باقی ہیں ابھی تک
دل بے سرو سامان کبھی ویران نہیں ہے

کبھی چند پیسے جمع ہو جاتے تو حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب زید شرفہٗ سے عرض گزار ہوتیں

''حضور! ان پیسوں سے ''آبِ کوثر'' چھپوا کر تقسیم کر دیں۔ اور اگر آبِ کوثر کی اشاعت میں دیر ہو تو ایسی کتاب شائع کریں جس سے عظمتِ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور شانِ حبیبِ کبریا علیہ تحیۃ وثنا کا بیان ہو۔

۱۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کا سورج ڈوب چکا تھا، دن کے اختتامی پھیکے سائے اور آغازِ شب کے تازہ دم قاتل اندھیرے آگے بڑھ کر دھیرے دھیرے شفق کے لالی کو اپنے حصار میں لے رہے تھے۔ گلبرگ روڈ پر سناٹا طاری تھا۔ سورج ڈوبنے کے بعد دوبارہ مشرق کی وادی سے جست لگانے کے لئے پر تول رہا تھا، موذن کی آواز سوئی ہوئی فضاؤں کی وسعتوں کو چیرتی ہوئی چہار سو پھیل گئی۔

آپ رحمہا اللہ نے ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء کی فجر کی نماز نیشنل ہسپتال میں ادا فرمائی۔ فرائضِ بندگی ادا کرنے اور دنیا کو بیش قیمت درہائے شہوار دینے کے بعد تقریباً ساڑھے دس برس کی طویل علالت کے بعد کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس پیکرِ اخلاص ووفا کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی آخری آرام گاہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی فیصل آباد

کے احاطہ میں جامع مسجد النور کے جنوبی پہلو میں تیار کی گئی۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے بعد آپ کے جسدِ خاکی کو جامعہ امینیہ رضویہ لایا گیا۔ اس موقع پر پانچوں بھائی اور اکلوتی بہن حزن وغم کا پیکر بنے ہوئے تھے کیونکہ ماں جب جاتی ہے تو ٹھنڈی چھاؤں بھی ساتھ لے جاتی ہے۔

قبر میں سب سے پہلے پیکرِ خلوص و محبت، شیخ الحدیث، مفکرِ اسلام محمد کریم سلطانی صاحب اترے پھر مناظرِ اسلام مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب اترے۔

والد گرامی شیخ الاسلام مولانا محمد افضل شاہد صاحب استاذی مولانا محمد حبیب امجد صاحب اور قاری محمد مسعود احمد حسان صاحب نے جسد خاکی قبر میں موجود ہر دو صاحبان کو دے دیا اس طرح شفقتوں بھرا ایک پیکر مجسم منوں مٹی تلے جا سویا اور ابدالآباد تک امر ہو گیا۔

زندگانی تھی تیری مہتاب سی تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

یوں تقریباً ۳۵ برس بعد حضور قبلہ مفتی صاحب مدظلہ العالی ایک مخلص، باوفا، پیکر اخلاص، صابرہ اور پارسا جیون ساتھی سے محروم ہو گئے۔ آپ ذرا کتاب بند کیجئے! خلوص دل سے ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ اخلاص، اول وآخر درود پاک پڑھ کر میری عزیز از جان دادی جان کی روح کو ایصال ثواب کر دیجئے۔

....

....

....

اللہ عزوجل آپ کو اور مجھے ہمیشہ شاد و آباد رکھے، دین و دنیا کی بھلائی اور خاتمہ بالایمان نصیب فرمائے

آمین!



دو احسان

حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب زید شرفہٗ کا فرمان ہے

"اللہ رب العزت نے مجھ پر بڑا کرم کیا، دنیا کی ہر نعمت عطا فرمائی، ہر حال میں اس کا شکر ہے، وہ قطرے کو دریا کر دے یا دریا کو قطرہ کر دے، وہ ذرے کو صحرا کر دے یا صحرا کو ذرہ بنا دے یہ سب اس کی مشیت ہے، اس کی مرضی اور اس کا بے پایاں لطف و کرم ہے۔

یوں تو اللہ رب العزت نے فقیر پر بے انتہا احسان کیے ہیں کہ جن کا اندازہ لگانا بھی ناممکن ہے مگر دو احسان بطور خاص فقیر پر کیے ہیں،

ایک تو یہ کہ فقیر ناتواں سے "آب کوثر" لکھوا دی۔

دوسرا یہ کہ فقیر کو "سعید احمد اسعد" عطا فرما دیا۔

والحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

آب کوثر

از:۔ شاعر اہلسنت الحاج صائم چشتی

آبِ کوثر جلوہ گاہِ وادیٔ سینائے نور
موجزن ہیں آبِ کوثر میں تجلی ہائے نور
آبِ کوثر کی زیارت سے دلوں میں آئے نور
آبِ کوثر میں رواں کوثر کا ہے دریائے نور

آبِ کوثر ! شرِ شیطاں کے لئے حصن حصین
آبِ کوثر میں ہے عشقِ رحمت اللعلمین

آبِ کوثر میں مسلسل ہے یہی ذکرِ دوام
یا محمد آپ پر ہوا الصلوٰۃ والسلام

آبِ کوثر مصطفٰے کے عشق کا لبریز جام
ہر ورق میں مغفرت کا بخششوں کا اہتمام
آبِ کوثر میں ہے راحت ہر دلِ بے چین کی
آبِ کوثر ہے سلامی سرورِ کونین کی

آپ کوثر کے مصنف مفتی شیریں مقال
عالم و فاضل فقیہہ و صاحبِ وجدان و حال

آپ کوثر کے مصنف ، ہیں محدث بے مثال
نیک طینت ، نیک فطرت ، نیک دل، روشن خیال

وارثِ علمِ رسالت ، عاشقِ غوثِ جلی
عالمِ علم الدنی، عامل و کامل ولی

آپ کوثر ساقی کوثر کا فیضِ عام ہے
آپ کوثر برکتوں کی کثرتوں کا نام ہے

بخششوں کا آب کوثر میں دیا پیغام ہے
رحمتوں کا آب کوثر میں چھلکتا جام ہے

آپ کوثر میں بکھیرے جس نے ہیں دُرِ ثمین
نام ہی اُس کا ہے صائم اُس کی عظمت کا امین

(صائم چشتی۔فیصل آباد)

الصلوۃ علی نور لکم یوم القیامۃِ عند ظلمۃِ الصراط ومن ارادا ن یکتال لہ بالمکیال الاوفیٰ یوم القیامۃ فلیکثرمن الصلوۃ علی

(سعادۃ الدارین ص ۶۸)

اے میری امت! تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں تمہارے لئے نور ہوگا اور جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اسے اجر کا پیمانہ بھر کر دیا جائے اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود پاک کی کثرت کرے۔

بر محمد ﷺ می رسانم صد سلام
آں شفیع مجرماں یوم القیام

یہ ایک تحریک محبت ہے۔آپ اسے تحریک عشق بھی کہہ سکتے ہیں اور تحریک الفت کا پیش خیمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ جسے پڑھ کر آنکھیں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں برسنے لگتی ہیں۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ

عشق اول عشق آخر عشق کل
عشق شاخ وعشق نخل وعشق گل

جب بندہ اس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے یہ صدا آتی ہے۔

ے میرا ہر موئے بدن اک ساز ہو
یا رسول اللہ ﷺ کی آواز ہو

زبان اتنی آسان کے نوآموز بھی روانی سے پڑھ سکیں۔
جس میں علم کے موتی اتنے کے علماء کے لئے قیمتی سرمایہ۔
الفاظ میں اتنی شیرینی کہ ختم کیے بغیر چھوڑنے کو جی نا چاہے۔
اس جذبے سے لکھی گئی کہ پڑھنے والا نیندوں پر قابو نہ پا سکے۔
برکتوں سے اتنی بھرپور کہ جس گھر میں ہو وہ آفات و بلیات سے محفوظ رہے۔
عشق کے بحر بیکراں میں ڈوب کر لکھی گئی کہ قاری حضور ﷺ سے محبت والفت کی مہک محسوس کرے۔
قیمت صرف اتنی کہ ایک مرتبہ نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیار و الفت میں ڈوب کر پڑھ لی جائے۔

اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ دوران مطالعہ قاری بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی آنکھوں کے موتی نچھاور کرتا رہا جیسے ہی

عالم بے خودی میں پلکوں کا بوجھ برداشت سے باہر ہوا اور بھیگی پلکیں آپس میں پیوست ہوئیں تو مظہر جمال الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمکتا ہنور برساتا اور دلآویز سراپا سامنے تھا۔

سیدی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دینی و جہی کارناموں میں سے "آب کوثر" ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جسے آپ نے ۱۴۰۲ھ میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر علم و ادب اور عشق و محبت کا شاہکار بنا دیا۔ جس سے سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی آنکھیں ٹھنڈی، جگر تازے اور جانیں سیراب ہوئیں، ایمان کو نئی حلاوت اور زبان کو میٹھے ادب کی نئی چاشنی ملی اور ساتھ ہی بصد ناز اردوئے معلّٰی بھی جھوم اٹھی۔

ع خندۂ گل جنبش لب بوئے گل تقریر ہے

آپ دامت برکاتہم العالیہ ایسے شہید محبت اور کشتۂ نگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس اندازِ محبت میں آنکھیں بند کر کے یہ کتاب محبت، اہل محبت کو دی ہے وہ داستان محبت بھی بڑی عجیب ہے۔

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوان گان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

اس کتاب مستطاب کے مطالعہ سے قاری کے دل میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس جذبات موجزن ہوتے ہیں جس سے عقائد کی اصلاح بھی خود بخود ہو جاتی ہے۔ اس میں واعظین کے لئے وافر مواد موجود ہے۔سب سے نمایاں اور اہم بات یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے قاری کے دل میں محبت کی چنگاریاں بڑھک اٹھتی ہیں۔

میں اگر اپنی بات کروں تو میں نے لوگوں کو محبت کی آگ میں جلتے اور بھسم ہوتے دیکھا ہے۔ پھر ان کی راکھ کو کئی کئی دن اور کئی کئی مہینے ویرانوں میں اڑاتے دیکھا ہے۔

ان لوگوں سے بھی ملا ہوں جو آتشِ معرفت اور محبت کی آگ میں سلگتے رہتے ہیں اور جن پر زندگی کے نشیب وفراز کے ساتھ ساتھ راکھ کی ہلکی تہہ چڑھ جاتی ہے پھر ذرا اور وقت گزرنے پر دوبارہ سے نرم وگداز مہربان ہوا کا ایک جھونکا سا آتا ہے تو ان کی یہ راکھ جھڑ جاتی ہے اور انگارے پھر سے دہکنے لگتے ہیں۔

ایسے لوگ بھی میری زندگی سے گزرے ہیں جو چپ چاپ محبت کے سمندر میں اتر گئے اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی اور یہ وہ

لوگ ہیں جو کاروبار کرتے ہیں...... دفتروں میں بیٹھتے ہیں...... افسران کی جھڑکیاں سنتے ہیں...... دریا روکتے ہیں...... ڈیم بناتے ہیں...... ٹینک چلاتے ہیں...... مصلّے بچھاتے ہیں...... اذانیں دیتے ہیں...... نمازیں پڑھاتے ہیں............ اور محبت کی بند ڈبیا ہر وقت اپنے سینے کے بائیں جانب محفوظ رکھتے ہیں۔ مسافر، کوہ پیما، دشت نورد، عالم دین، شاعر، آپ کسی کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ دراصل محبت کے لئے ایک خاص فضا، ایک خاص علاقے اور ایک مخصوص ایکولوجی کی ضرورت ہوتی ہے۔اور یہ کتاب قاری کو محبت کی ایک خاص فضا بھی مہیا کرتی ہے اور خاص ایکولوجی بھی۔

جونہی قاری اس کتاب کو پڑھتا ہے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک چنگاری اس کے سینے میں بڑھک اٹھتی ہے، پھر جوں جوں محبت بڑھتی ہے توں توں چنگاری بڑھتے بڑھتے بھانبڑ بن جاتی ہے۔

حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی یہ تصنیف لطیف تاحال تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ چھپ چکی ہے۔ مختصر وقت میں اس کتاب نے علمائے کرام، مشائخ عظام اور پڑھے لکھے نوجوان طبقے میں جو مقبولیت حاصل کی ہے وہ احسان خداوندی پر دال ہے۔

علمائے کرام کی نگاہ میں اردو ادب میں "فضائل درود شریف" کے پاکیزہ عنوان پر اس سے بہتر کتاب اب تک نہیں لکھی گئی۔

الحمد للہ رب العالمین

(تادم تحریر حضور سیدی قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی کی تصنیفات کی تعداد ایک سو تین ہو چکی ہے)

آبِ کوثر کے متعلق مبشرات

قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی کا فرمان ہے:

بعض دوستوں نے کچھ خواب بشارتیں فقیر سے بیان کیں فقیر ان کو ایک بیاض (کاپی) میں قلم بند کرتا رہا بعض احباب و مخلصین نے کاپی دیکھ کر مشورہ دیا کہ اِن خوابوں کو کتاب کے ساتھ شائع کر دیا جائے مگر فقیر کا ارادہ نہیں بعد میں دیگر احباب نے کاپی دیکھی تو انہوں نے اصرار کیا کہ ان بشارتوں کو ضرور شائع کیا جائے تاکہ قارئین کو کتاب پڑھنے کا شوق پیدا ہو اور وہ اس کتاب کے مطابق عمل کر کے دونوں جہاں کی سعادت حاصل کر سکیں لہٰذا فقیر احباب کے پُر خلوص مشورے کے مطابق ان بشارتوں کو منظر عام پر لا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

فقیر ان بشارتوں کو اس لئے بیان کرنے سے گریز کرتا رہا کہ

دوسرے نظریات والے غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور عوام کو یہ تاثر دیکر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ سنیوں کے مذہب کی بنیاد ہی خوابیں اور قصے کہانیاں ہیں حالانکہ اے میرے عزیز! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ہم اہلسنت و جماعت کے مذہب کی بنیاد قرآن و حدیث ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہزار کشف، ہزار خوابیں جمع ہو جائیں تو بھی دلیل قطعی نہیں بن سکتیں اور نہ ہی دین کی بنیاد بن سکتی ہیں۔ بلکہ یہ تو صرف مویدات و مبشرات ہیں۔ جیسے کہ آپ مبشرات کے متعلق احادیث مبارکہ عنقریب پڑھیں گے۔

(**تنبیہ**) ہاں نبی کا خواب وحی خدا اور دلیل قطعی ہوتا ہے مگر غیر نبی کا خواب دلیل قطعی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کسی کا خواب ہو یا کسی بزرگ کا کشف ہو اس کو قرآن و حدیث پر پیش کیا جائے گا اگر وہ قرآن و سنت کے منافی اور متصادم نہیں تو اس کو قبول کر لیا جائے گا اور اگر وہ قرآن و سنت کے ساتھ ٹکر کھاتا ہے۔ متصادم ہے تو اس کو دیوار پر مار دیا جائے گا، رد کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا کرے اور دین میں رخنہ اندازی سے بچے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(**نوٹ**) فقیر نے ان خوابوں کو جیسے بیان کرنے والوں سے سنا قلم

بند کر لیا ہے اور اگر بیان کرنے والے نے مبالغہ آرائی سے کام لیا یا غلط بیانی کی ہے تو یہ اُس کی ذمہ داری ہے لیکن غلط بیانی کا امکان کم ہے۔ کیونکہ ان خوابوں کے بیان کرنے میں کوئی ذاتی مفاد یا خود غرضی ظاہر نہیں ہوتی پھر بھی حقیقت حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے۔

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہٖ وسلم

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ ولوالدیہ ولا ھلہ و ذریتہ

رؤیا صالحہ یعنی اچھے خوابوں کی حقیقت:

اچھے خواب مبشرات میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ

یعنی ایمان والوں کے لئے بشارتیں ہیں دُنیا اور آخرت میں۔

اس آیت مبارکہ کے تحت بعض تفسیروں میں آیا ہے کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

یارسول اللہ لھم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اچھے خواب ہیں

جو کہ انسان خود دیکھے یا اس کے متعلق کسی دوسرے کو دکھائے جائیں۔ (تفسیر مظہری)

نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوۃ الا المبشرات نبوت کے فیض سے صرف بشارتیں باقی ہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ وہ بشارتیں کیا ہیں تو فرمایا!

اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ یَرَاھَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اَوْتُرٰی لَہٗ۔

(مشکوٰۃ شریف)

یعنی یہ بشارتیں اچھے خواب ہیں جو مومن خود دیکھے یا اس کے متعلق کسی دوسرے کو دکھائے جائیں۔

کچھ عرصہ قبل فقیر کے پاس موضع ساہجووال نزد شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ سے محترم سید محمد صادق علی شاہ صاحب تشریف لائے تھے۔ فقیر نے ان کو کتاب آب کوثر دی اور وہ واپس چلے گئے کچھ دنوں بعد وہ پھر آئے، بہت ہی خوش تھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ آپ نے آب کوثر دے کر ہمیں اچھے راستے لگا دیا ہے ورنہ ہم بیکار ہی پھرا کرتے تھے اور ایک واقعہ بھی بیان کیا۔ فرمایا کہ میں ایک

رات بیٹھا درود پاک پڑھ رہا تھا کہ اونگھ آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ تشریف لائے جنہوں نے نقاب اوڑھا ہوا تھا اور مجھے فرمایا لو اپنا حصہ لے لو میں نے اپنی جھولی پھیلا دی تو انہوں نے میری جھولی میں کچھ ڈال دیا اور تشریف لے گئے۔ ان کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے افسوس ہوا کہ میں نے کیوں نہیں پوچھا یہ کون تھے۔ زاں بعد ایک اور بزرگ آئے جو کہ نہایت ہی وجیہہ تھے۔ ان کا چہرہ نورانی تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ پہلے جو بزرگ تشریف لائے تھے وہ کون تھے۔ انہوں نے فرمایا یہ حبیب خدا، سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے پوچھا مجھے کیا دے گئے ہیں؟ تو فرمایا یہ تمہارا روحانی حصہ ہے جو تمہیں عطا ہوا ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوشحالی ہو گئی۔ نیز فرمایا کہ اس سے قبل دل فکر مند رہتا تھا مگر اب فکر نہیں بلکہ سکون ہی سکون ہے۔

☆...... ''مورخہ ۹ شوال المکرم ۱۴۰۲ھ بمطابق ۳۰ جولائی ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک، مسمی محمد یوسف ساکن چک نمبر ۲۲۴ فتح دین والی فیصل آباد، فقیر کے پاس آیا اور فقیر سے پوچھا کہ آپ نے کوئی کتاب درود پاک کے متعلق لکھی ہے۔ فقیر نے اثبات میں جواب دیا اور کتاب

آپ کو شر الماری سے نکال کر محمد یوسف کے ہاتھ میں دے دی۔

اس نے کتاب کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے سامنے درود پاک کی کتاب ہے میں غلط بیانی نہیں کرتا بلکہ سچ کہہ رہا ہوں کہ رات جو کہ جمعہ کی رات تھی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ مدینہ منورہ ہے، ریگستان میں ایک کپڑا بچھا ہوا ہے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں۔ کچھ گفتگو کے بعد سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مفتی امین صاحب نے درود پاک کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے وہ کتاب ہمارے شہر میں بھی پہنچ گئی ہے ان کی مسجد(۱) میں درود پاک بہت پڑھا جاتا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

☆......عزیزم محمد سہیل نے فقیر سے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنی گاڑی پر لاہور سے فیصل آباد آ رہا تھا راستہ میں اچانک تیل ختم ہو گیا اور گاڑی بند ہو گئی۔ میں نے دو تین بسوں کو روکا اور تیل کی فرمائش کی مگر کسی نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ

(۱) جامع مسجد گلزار مدینہ محلہ محمد پورہ فیصل آباد

آب کوثر میں لکھا ہے "درود پاک کی برکت سے سارے کام ہو جاتے ہیں۔ درود پاک تنگدستی کو دور کرتا ہے، درود پاک پڑھنے والا ہر قسم کے ہولوں سے نجات پاتا ہے، درود پاک پڑھنے والا ہر مشکل اور پریشانی سے محفوظ رہتا ہے۔ تو میں کیوں نہ فائدہ اٹھاؤں میں نے درود پاک پڑھ کر سلف مارا تو آن واحد میں گاڑی سٹارٹ ہو گئی اور پھر پٹرول پمپ پر پہنچ کر بند ہو گئی۔ یہ ساری برکتیں درود پاک کی ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین

☆...... ماہ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ میں فقیر کے ہاں جامعہ امینیہ رضویہ میں دھوبی گھاٹ فیصل آباد سے ایک نوجوان مسمی خلیل الرحمن آئے اور فقیر سے بیان کیا کہ میرا ایک دوست جس کا نام شاہد محمود ہے۔ اس کی شادی کو بیس سال کا عرصہ ہو چکا تھا مگر اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ ہر قسم کے علاج و معالجہ اور تگ و دو کر کے مایوس ہو چکا تھا۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے اٹھائی آب کوثر اور پہنچ گیا اس دوست کے ہاں۔ اس سے کہا "کہاں بھاگا پھرتا ہے؟ لے یہ کتاب آب کوثر اس کو پڑھ اور عقیدت و محبت سے درود پاک پڑھ!" اس نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے درود پاک کی برکت سے اولاد نرینہ عطا فرما دی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید العالمین وعلی الہٖ واصحابہ اجمعین۔

☆...... قبلہ پیر طریقت پیر سید عاشق حسین آف سرگودھا نے فقیر کے سامنے بیان کیا کہ مجھے جب بھی کوئی پریشانی یا مصیبت آئی ہے میں آب کوثر کا مطالعہ شروع کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل سے کتاب بعد ختم ہوتی ہے اور میری پریشانی پہلے ختم ہو جاتی ہے۔

بَلَغَ العلیٰ بِکَمالِہٖ	کشف الدُّجیٰ بِجمالِہٖ
حَسُنَتْ جمیعُ خصالِہٖ	صَلُّوا علیہِ واٰلِہٖ

آب کوثر کے متعلق تاثرات:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسول الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین. امابعد.

بعض احباب نے آب کوثر پڑھ کر اپنے تاثرات بذریعہ ڈاک یا زبانی بیان کئے وہ تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ دیگر احباب کو بھی آب کوثر پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔

غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسول الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین. امابعد.

زیرِ نظر کتاب ''آبِ کوثر'' مؤلفہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب بانی و شیخ الحدیث جامعہ امینیہ فیصل آباد کے بالاستیعاب دیکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ البتہ بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ درود شریف کے فضائل و فوائد میں ایسی ایمان افروز جامع کتاب اُردو زبان میں نظر سے نہیں گزری۔ حضرت مؤلف زید مجدہم نے دُرود شریف کے فوائد سے متعلق بے شمار واقعات نقل فرمائے ہیں اور درود پاک کے فضائل و محاسن کے بیان میں نہایت قیمتی مواد بڑی محنت اور مشقت کے ساتھ دل کش انداز میں حسنِ ترتیب کے ساتھ جمع فرما دیا ہے۔ جو اہلِ علم اور عامۃ المسلمین سب کیلئے بے حد مفید ہے اور نہایت دلچسپ ہے۔ بالخصوص نو عمر بچوں اور مستورات کیلئے تو کتاب ''کبریتِ احمر'' کا حکم رکھتی ہے۔ دو سو اٹھہتر صفحہ کی اس ضخیم زرین کتاب کی تالیف پر حضرت مؤلف زید مجدہم ہدیۂ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف ممدوح دامت برکاتہم العالیہ کا ظلِ عاطفت دراز فرمائے اور جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تالیف منیف کو شرفِ قبول بخشے۔ آمین

الفقیر السید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

(۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ)

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی نقشبندی
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء وامام المرسلین وعلیٰ آلہٖ الطیبین الطاھرین واصحابہ الکاملین الواصلین الیٰ رب العالمین، امابعد

آبِ کوثر مؤلفہ مفتی محمد امین صاحب دار العلوم جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد کا اول تا آخر اجمالاً مطالعہ کیا۔ اس میں مفتی صاحب نے درود شریف کی اہمیت اور فضائل کو بانطباق واقعات بیان کیا ہے۔ یہ غافلین کیلئے تنبیہ، عاملین کیلئے تفریح، مشغول حضرات کیلئے جلاء و ضیاء اور جہلاء کیلئے دفع بلا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے اور اسے قبول فرما کر زادِ آخرت بنائے!

واللہ الموفق

غلام رسول رضوی ۸۳-۱۲-۶

ڈاکٹر مسعود احمد (پی۔ایچ۔ڈی) پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹھٹھہ سندھ

حضرت مفتی محمد امین صاحب نے ''آبِ کوثر'' میں درود پاک سے متعلق بہت سا ذخیرہ جمع کر دیا ہے گویا یہ ایک ساغر ہے۔ جس میں

عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شراب بھری ہوئی ہے۔ حضرت موصوف نے اس کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں درود پاک پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی وعید کا ذکر ہے۔ دوسرے باب میں درود پاک سے متعلق سلف صالحین کے اقوال ہیں تیسرے باب میں درود پاک کی برکتوں کا بیان ہے اور اس سلسلے میں مختلف واقعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

الختصر یہ کتاب عاشقان رسول کیلئے ایک تحفہ مرغوب ومحبوب ہے۔

منجانب: ڈاکٹر مسعود احمد

(پی۔ایچ۔ڈی) پرنسپل

قائد اہلسنت حضرت علامہ

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ والصلوۃ والسلام علی النبی الحبیب سید العالمین محمد وعلی الہ و صحبہ ومن والاہ،

حضرت اقدس والا مرتبت مولانا العلامہ المفتی محمد امین صاحب زید مجدہم السامی نے ''آب کوثر'' تصنیف فرمائی ہے اس سے قبل بھی حضرت زید مجدہم متعدد رسائل وکتب اشاعت دین کیلئے

تصنیف فرما چکے ہیں۔

یہ فقیر اس قابل تو نہیں کہ حضرت موصوف کی کتاب پر تقریظ لکھے لیکن کتاب جس اخلاص ومحبت کے ساتھ تالیف کی گئی اور جس محنت سے مستند کتب کے حوالہ جات اور مندرجات کو نقل کیا اور سب سے ماسوا یہ کہ جس جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت لکھی گئی ہے وہ کتاب کی ہر سطر میں نمایاں ہے۔ مولی تعالی شرف قبولیت عطا فرمائے اور کتاب سے استفادہ کی سعادت نصیب فرمائے اور مجھ سیہ کار کو اعمال خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وصحبہ وسلم

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی غفرلہٗ

(۲۳ شوال ۱۴۰۲ھ)

شیخ القرآن مولانا سعید احمد اسعد

کس نے جھیلی ہے یہاں دور ستم کی سختی
کس نے حق گوئی پہ کاٹی ہے سزا کون ہے یہ؟
کسی کی گرمی سخن پہ ہمہ تن گوش ہیں سب
بزم عشاق ہے اور شعلہ نوا کون ہے یہ؟

چشم فلک نے ویسے تو ابتداء سے لے کر آج تک بے شمار انسانوں کو دیکھا ہے اور تا ابد یہ نظارہ اس کے حصے میں رہے گا مگر ایسے لوگ کم ہی نظر آئے ہوں گے جن کا مقصد حیات اور مدعائے زیست فقط خالق کائنات عــزوجل کی رضا مندی، اس کی خوشنودی اور آقا علیہ السلام کی محبت ہو۔ یہ لوگ اگرچہ تعداد اور معیار میں قلیل ہیں مگر دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں اور معیار اس قدر بلند ہوتا ہے کہ ہزاروں علم وفن کے شہنشاہ بھی ان کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ یہ مردان کار وہ ہیں کہ جن کے افکار تازہ نے بے شمار دلوں کو نئے ولولوں سے آشنا کر دیا۔ جو ایقان وعرفان کی قندیل فروزاں لے کر نکلتے ہیں اور ظلمت کی دبیز تہوں کے اس پار روشنی کے ''کارواں'' کے دلنواز ساقی ہیں اور حسن ازل کی سرمدی شراب طہور کے جاموں سے تشنہ کاموں کو سیراب کرتے ہیں۔ جو خورشید رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان کے امین ہیں اور اس کی ضیا بار کرنوں سے کئی تاریک دلوں کو تابانیاں دیتے ہیں۔ جو زمانے کے ''حوادث وآلام'' کے باوجود بھی تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے داغ غلام ہیں۔ جو مایوسیوں کے دھندلکوں میں ہمیشہ امید کے چراغ روشن

کرتے ہیں اور خود روشن ستارے کی مانند چمکنے اور دمکنے لگتے ہیں۔

نکہت ونور کی اس کہکشاں کے ایک جگمگاتے ستارے کو ''**سعید احمد اسعد**'' کہتے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ ربیع الاخر ۱۳۷۳ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۵۴ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد جامعہ قادریہ رضویہ سے سند فضیلت حاصل کی اور زندگی مسلک اہلسنت وجماعت کی ترجمانی کے لئے وقف کر دی۔

آج انہیں اپنوں سے زیادہ بیگانے جانتے ہیں، ان کا تذکرہ گستاخوں کے خرمن باطل پر بجلی بن کر گرتا ہے اور اہل محبت کے دلوں کو باد صبا کی سی طمانیت وطراوت بخشتا ہے۔ مسلک حق اہلسنت وجماعت کی ترجمانی کرنے والے، اپنی علمی تحقیق سے شب دیجور کو صبح نور میں بدلنے والے عزیز از جان شیخ القرآن قبلہ چچا جان کی ذات گرامی پر کسی ایک حوالے سے بات کی جائے تو احساس تشنگی باقی رہتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے اس بندے کو بے پناہ خوبیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ ایک عظیم مشن کی تکمیل کے لئے اس عالم رنگ وبو میں بھیجا ہے۔

آپ کی تقاریر ودروس ذہنوں کو جلا، نظر کو حیا، لبوں کو صدا اور عالم ہست وبود کو یہ نوید جانفزا سناتے ہیں۔

؎ چاہتے ہو تم اگر نکھرا ہوا فردا کا رنگ
سارے عالم پر چھڑک دو گنبد خضرا کا رنگ

آپ میں روایتی............ کی طرح منافقت قطعاً نہیں ہے۔ جو بات دل میں ہوتی ہے وہی زبان پر ہوتی ہے۔ اکثر یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ آپ نے میٹنگ یا جلسے میں کبھی کسی کو غلط بات کرتے سنا تو فوراً ٹوک دیا اور فرمایا کہ نہیں بھائی! اس طرح نہیں اس طرح کہو!

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا فرمان ہے:

☆...... ''ایک دن فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک اونچا سا مکان ہے لائبریری کی طرز کا۔ اس میں کافی الماریاں ہیں اور الماریوں میں دینی کتابیں ہیں۔ وہاں دیکھا کہ سیدی محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کسی کتاب کی تلاش میں ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ آپ کبھی کسی کتاب کو دیکھتے ہیں کبھی کسی کتاب کو۔ فقیر نے خواب میں ہی عرض کیا:

''حضور! کیا تلاش فرما رہے ہیں یہ سن کر رخ روشن میری

طرف موڑا اور فرمایا فلاں کتاب کی تلاش ہے، اس کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ فقیر نے عرض کیا ''حضور! خیریت سے وہ کتاب ڈھونڈ رہے ہیں۔ حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں نے مناظرہ کرنا ہے'' یہ سن کر فقیر نے عرض کیا ''حضور یہ کون سے بات ہے آپ عزیزم محمد سعید کو فرما دیں وہ خود مناظرہ کرے گا۔ اس پر آنکھ کھل گئی۔

الحمد للہ رب العالمین

☆...... میرے سابق ہم سبق شیخ محمد عامر صاحب قبلہ مناظر اسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

''مورخہ ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۵ھ ۲۱ اگست ۱۹۹۴ء بروز یک شنبہ کو خواب دیکھا کہ میں جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ آیا اور دیکھا کہ مسجد خوب سجائی گئی ہے میری ملاقات قاری مسعود احمد صاحب سے ہوئی۔ میں نے پوچھا

''قاری صاحب آج مسجد کیوں اتنی سجائی گئی ہے؟''

قاری صاحب نے بتایا:

''مسجد میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہوئے ہیں'' میں خوشی خوشی اندر گیا تو دیکھا کہ آقا ومولا،

جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محراب کے قریب جلوہ افروز ہیں۔ قبلہ مفتی محمد امین صاحب زید مجدہٗ اور مناظر اسلام مولانا سعید احمد اسعد بھی دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہیں۔

میں نے آگے بڑھ کر سرکار کی دست بوسی کی اور دیکھا کہ مسجد نور و نور ہے اور جگمگا رہی ہے۔

پھر دیکھا کہ مولانا سعید احمد اسعد صاحب نے کتاب آب کوثر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت سے کتاب پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ ازاں بعد قبلہ مفتی صاحب کے کندھے پر ہاتھ مبارک رکھا اور دعا فرمائی۔

والحمد للہ رب العالمین

☆...... جولائی ۲۰۰۲ء کی یہ ایک گرم دوپہر تھی، سورج بغیر کسی وقفے کے آگ برسا رہا تھا۔ راقم الحروف زخم خوردہ چاند کی طرح استاد محترم قبلہ نذیر احمد تونسوی صاحب مدظلہ العالی کے عین سامنے بیٹھا "شرح الوقایہ" کی عبارت پڑھ رہا تھا۔

قبلہ تونسوی صاحب تقریباً ہر پانچویں، چھٹی سطر پر سیدھی راہ

دکھا رہے تھے۔ گرمی سے برا حال ہو رہا تھا اور کرم بالائے کرم یہ کہ بجلی کی آنکھ مچولی جاری تھی، پسینہ بہہ بہہ کر نئی صفوں کو خراب کیے جا رہا تھا اور ہم دل مضبوط کیے اسلاف کی تعلیمی مشقتوں کو "بامر مجبوری" یاد کر کے بمشکل بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک غلغلہ سا اٹھا اور دارلعلوم امینیہ رضویہ شیخ کالونی کی پرشکوہ عمارت لرزنے لگی۔ طلباء ڈر گئے کہ یہ کیا ہو گیا؟

قبلہ استاد محترم فرمانے لگے دیکھو بھئی دیکھو! کیا ہو گیا؟ جب ہم باہر نکلے تو سامنے دورۂ قرآن حکیم کی کلاس لگی ہوئی تھی اور طلباء دیوانہ وار نعرے لگا رہے تھے معلوم کرنے پر بتایا کہ ابھی شیخ کالونی کے ایک رہائشی آئے تھے انہوں نے اپنی بیٹی کا خواب بیان کیا کہ چند روز قبل میری بیٹی کی خواب میں آقائے دو جہاں علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا بیٹی! اپنے والد صاحب سے کہو کہ جس مسجد میں وہ جمعہ پڑھنے جاتے ہیں وہاں کے خطیب صاحب تک میرا اسلام پہنچا دیں! اور وہ صاحب قبلہ مناظر اسلام زید مجدہ تک آقا علیہ السلام کا سلام مبارک پہنچا رہے تھے۔

ے یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قبلہ مناظر اسلام "الاقرب فالاقرب" پر دل وجان سے عمل پیرا ہیں۔ خاندان میں کسی کو بھی کوئی دینی یا دنیاوی پریشانی آتی ہے تو وہ قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے بعد آپ کے پاس آتا ہے اور آپ ہر ایک سے خوش اخلاقی اور عالی ظرفی سے پیش آتے ہیں۔ گاہے گاہے خیریت دریافت کرتے رہتے ہیں۔

قبلہ سعید احمد اسعد صاحب کی ذات بلاشبہ قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ پر اللہ رب العزت کا احسان عظیم ہے۔ اور یہ ناچیز پورے وثوق اور وجدان کی اتھاہ گہرائیوں سے کہتا ہے کہ اگر قبلہ چچا جان کے نامہ اعمال میں فرائض کے بعد نیکیوں کا کوئی ذخیرہ اگر نہ بھی ہو پھر بھی اللہ رب العزت رشتہ داروں سے حسن سلوک کی بنا پر آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے گا۔

رہے تا ابد فروزاں تیرا خاور درخشاں
تیری صبح نور افشاں کبھی شام تک نہ پہنچے

(آمین)

☆☆☆☆☆

روحانی ارتقاء

خواجہ خواجگان حضور قبلہ عالم خواجہ محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ حال مقیم کشمیر ضلع کوٹلی، نگھار شریف قبلہ مفتی صاحب کے شیخ محترم ہیں۔

حضور سیدی قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے روحانی ارتقاء کے متعلق فرماتے ہیں۔

"فقیر نے جب عاشق رسول سیدی وسندی محدث اعظم پاکستان الحاج ابوالفضل مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کیا اور پھر سند تکمیل حاصل کر کے حسب ارشاد سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ لائل پور میں خدمت تدریس پر مامور ہوا تو اسی دوران میں محترم صاحبزادہ نقشبند صاحب زید شرفہ کو لے کر ایک خلیفہ صاحب جامعہ رضویہ میں حصول دین کے لئے حاضر ہوئے۔ یہ تقریباً ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ داخلہ کے بعد سیدی محدث اعظم پاکستان دامت برکاتہم العالیہ نے صاحبزادہ موصوف کو فقیر کے سپرد کر دیا۔

تدریس کے دوران ایک دن صاحبزادہ موصوف نے فرمایا:

”ہمارے ہاں نارنگ منڈی ضلع سیالکوٹ میں حضور قبلہ عالم خواجہ خواجگان قاضی محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہو رہا ہے اور وہاں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے بھی تشریف لائیں گے۔“

یہ سن کر فقیر کو بھی شوقِ زیارت دامن گیر ہوا اور میں نے کہا کہ میں بھی عرس مبارک میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ صاحبزادہ موصوف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے مریدین سے فقیر کے متعلق فرمایا کہ ان کو بھی ساتھ لیتے آئیں۔ پھر جب فقیر وہاں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک سکول کے احاطہ میں جلسۂ عرس کا انتظام کیا گیا ہے۔ دوپہر کے وقت اعلان ہوا کہ عرس مبارک کے مہمان شرکاء صاحبزادہ موصوف کے گھر جا کر کھانا کھائیں۔

مہمان کھانے کے لئے جا چکے تھے صرف دو چار احباب اور فقیر وہاں موجود رہے تو دیکھا کہ ایک معمر بزرگ ماسٹر عبدالغنی صاحب بیٹھ کر کچھ تصوف اور راہ سلوک کی باتیں بیان کر رہے تھے۔ تین، چار احباب سامنے بیٹھے ہمہ تن گوش تھے۔ فقیر کچھ فاصلے پر ایک اونچی جگہ بیٹھا تھا کہ اس دوران میں دو حضرات سیاہ ریش

مبارک اور چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ پیچھے سے تشریف لائے۔ ایک نے گلے میں وظائف حمائل کئے ہوئے تھے اور دونوں ماسٹر عبدالغنی صاحب کے پیچھے آ کر خاموشی سے بیٹھ گئے۔ فقیر کو خیال تک نا گزرا کہ یہ وہی حضرت موصوف ہیں اور ساتھ خادم ہے۔ لیکن آنے والے مہمان مدظلہ العالی کے چہرہ انور میں ایسی کشش تھی کہ فقیر سب باتیں بھول کر زیارت کرتا رہا۔

ے دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

اتنے میں ماسٹر عبدالغنی مرحوم کے سامنے والے حضرات کی توجہ حضور کی طرف ہوئی تو ماسٹر صاحب کو محسوس ہوا کہ میرے پیچھے کوئی ہے۔

ماسٹر صاحب نے مڑ کر دیکھا تو چونک اُٹھے۔ ماسٹر صاحب کی موصوف سے اس سے قبل ملاقات ہو چکی تھی اس لئے فوراً پہچان لیا اور معذرت خواہ ہو کر گویا ہوئے حضور معاف کر دیجئے، غلطی ہو گئی، میں نے دیکھا ہی نہیں۔

معزز مہمان موصوف نے فرمایا:

”آپ اچھی باتیں کر رہے ہیں۔ کرتے چلیں!“

اس پر فقیر کو معلوم ہوا کہ جس ہستی کی زیارت کیلئے اتنا فاصلہ طے کر کے یہاں آیا ہوں یہ وہی حضرت ہیں۔ اتنے میں صاحبزادہ نقشبند مدظلہ العالی کے گھر پتہ چل گیا کہ حضور تشریف لے آئے ہیں۔ سب شرکائے عرس سکول کے احاطہ میں پہنچ گئے اور جلوس کی شکل میں حضور والا دامت برکاتہم العالیہ کو گھر لے گئے اور پھر نماز ظہر کے بعد سکول کے احاطہ میں جلسہ منعقد ہوا اور بیان کرنے والا صرف فقیر ہی تھا۔ نعت خواں غلام محمد صاحب نے نعت پاک پڑھی۔ سٹیج پر صرف مہمان خصوصی میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ جلوہ افروز تھے۔

فقیر بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو آواز نے ساتھ نہ دیا۔ بڑی مشکل سے وقت پورا کیا نا تو سامعین نے کچھ حاصل کیا اور نا ہی فقیر اپنے بیان سے مطمئن ہوا۔ جلسہ عصر کی نماز تک جاری رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد گھر میں خاص خاص مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام تھا۔ جب فقیر باہر سے آیا تو دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا چن دیا گیا ہے اور مہمان حضرات انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جب فقیر حاضر ہوا تو

میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا:

”مولوی صاحب! بیٹھو کھانا کھائیں“

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جب صاحبزادہ صاحب کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے شوق ظاہر کیا کہ حضور جلسہ گاہ میں تشریف لے چلیں تو فرمایا:

”آپ جائیں میں اس مسجد میں ہی بیٹھتا ہوں۔ لہٰذا ہم لوگ جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ نعت خوانی کے بعد جب فقیر خطاب (تقریر) کیلئے کھڑا ہوا تو ایسے ایسے واقعات و مضامین کا سلسلہ شروع ہو گیا کہ فقیر آج تک نہیں سمجھ سکا کہ یہ مضامین کہاں سے آ رہے ہیں۔ سامعین حضرات بھی بہت محظوظ ہو رہے تھے اور فقیر ناتواں بھی۔

ازاں بعد فقیر اپنے آپ میں کھو گیا اور سمجھا کہ بس، اب مجھے خطاب کرنے کا ڈھنگ آ گیا ہے لیکن وہ خطاب وہی تھا۔ اس سے قبل کبھی ایسا خطاب ہوا اور نا بعد میں آج تک ایسا خطاب ہو سکا۔

جلسہ کے بعد آرام کیا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول تھے۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ صاحب سے کہا ”چونکہ اسباق پڑھانے ہیں

اس لئے مجھے اجازت دی جائے۔"

اجازت لے کر فقیر گاڑی میں سوار ہوا اور لائل پور پہنچ گیا۔

بقول صاحبزادہ صاحب جب حضور اشراق پڑھ کر گھر تشریف لائے اور استفسار کیا "مولوی صاحب کہاں ہیں؟"

صاحبزادہ صاحب نے جواباً عرض کیا کہ وہ جا چکے ہیں۔ یہ سن کر فرمایا "مولوی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ مولوی صاحب مل کر بھی نہیں گئے۔"

پھر چند ماہ بعد معلوم ہوا کہ چھچیاں شریف (یہ آزاد کشمیر میں میر پور سے اندازاً تین میل مغرب کی طرف ایک گاؤں مبارک ہے) وہاں بھی میرے آقائے نعمت کے در دولت پر حضور قبلہ عالم (۱) رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ہونے والا ہے۔

یہ سن کر کہ عرس مبارک منعقد ہو رہا ہے۔ حاضری کا شوق پیدا ہوا اور فقیر قافلہ کے ہمراہ چھچیاں شریف حاضر ہوا۔ فقیر نے جناب صاحبزادہ نقشبند سے عرض کیا کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں لہٰذا میرے

---

۱ قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ فقیر (قبلہ مفتی صاحب) کے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے جو بہت اونچی شان اور بلند مرتبے والے بزرگ اور ولی کامل تھے۔

لئے سفارش کر دیں کہ حضور مجھے غلامی میں لے لیں اور جب انہوں نے فقیر کے متعلق عرض کیا تو فرمایا:

"وہ مولوی ہیں لہٰذا کسی عالم دین سے بیعت ہو جائیں۔ نیز اتنی دور پتھروں، پہاڑوں، ڈھلوانوں اور کھائیوں میں آنا بڑا مشکل کام ہے۔ بہتر ہے کہ وہ وہیں قریب ہی کسی سے بیعت ہو جائیں۔"

فقیر مایوس ہو گیا اور جب ہمارا قافلہ روانہ ہونے لگا تو میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں باہر وداع کرنے کے لئے ساتھ ہو لئے۔

نوٹ۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مہمانوں کو وداع کرنے کے لئے ہر طرف حدیں مقرر کی ہوئی تھیں اور آقائے نعمت مدظلہ العالی بھی اس پروگرام کو جاری و ساری رکھے ہوئے تھے۔

الحاصل جب ہمارا قافلہ چھچیاں شریف سے باہر نکلا تو فقیر کو زاری شروع ہو گئی، آنکھوں سے قطرے بہنے لگے۔ فقیر چلتا بھی رہا اور منہ چھپا کر آنسو بھی بہاتا رہا۔ منہ اس لئے چھپا رہا تھا کہ شرکائے قافلہ کیا کہیں گے لیکن جب وہ حد مقررہ آ گئی اور میرے آقائے نعمت دامت برکاتہم العالیہ نے الوداعی معانقہ کرنا چاہا تو دیکھا کہ سب رو رہے ہیں، ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور سب کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں۔

پھر پتہ چلا کہ یہ سارا تصرف میرے آقائے نعمت کا ہے۔

دوسرے سال عرس مبارک کے ایام آئے تو فقیر قافلہ کے ساتھ پھر چلا اور حاضر ہو گیا۔ ایک مرتبہ پھر جناب صاحبزادہ نقشبند صاحب کے والد ماجد زید شرفہٗ سے بیعت کے متعلق عرض کیا۔ اور جب فقیر کی عرض دربار میں پیش ہوئی تو پھر وہی پچھلے سال والا ارشاد دہرایا گیا۔

فقیر مایوس ہو گیا۔ لیکن دوسرے روز جب اشراق کا وقت ہوا تو فقیر کو پیغام پہنچا "تجھے حضور بلا رہے ہیں"

اور جب حاضر ہوا تو فرمایا

"آ جاؤ!"

پھر سیدی و مرشدی حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کے گنہگار ہاتھوں کو اپنے معطر اور نور برساتے ہاتھوں میں لے کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل کر لیا۔

الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین والصلوۃ والسلام علیٰ سید العالمین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین.

حضور سیدی و مرشدی قبلہ مفتی صاحب زید شرفہٗ کی بیاض سے آپ کی تعمیر باطن کے حوالے سے چند باتیں درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین. اما بعد

نفس کی غذا کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حق نفس　　(۲) حظِ نفس

(۱)۔ حق نفس:

اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کے بغیر زندہ رہنا ناممکن ہو۔

(۲)۔ حظِ نفس:

اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو حق نفس کے علاوہ ہے یعنی چسکے، لذتیں اور اس میں تمام مرغوبات ولذائذ نفس شامل ہیں۔

یہ فقیر پر تقصیر، جس کی زندگی حظوظ نفس کے پیچھے گزری ہے، آج بتاریخ یکم ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ بروز جمعۃ المبارک، بوقت مغرب، جمعۃ المبارک کی رات اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کیلئے، اللہ تعالیٰ عزوجل کی توفیق اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے حظوظ نفس سے توبہ کرتا ہے۔

اے میرے مولیٰ کریم جل جلالہٗ وعم نوالہٗ! اس بے نوا فقیر، حقیر نے تیرے فضل اور تیری توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے توبہ کی

ہے، اے میرے مالک و مولیٰ! میرا نفس بڑا ہی سرکش اور منہ زور ہے۔ یہ اس توبہ کو توڑنے کی پوری کوشش کرے گا۔ یہ فقیر، پر تقصیر اس ظالم وسفاک نفس کے سامنے بے بس ہے۔ پھر اس کے پیچھے شیطان لعین ہے۔ جس نے بنی آدم کے ساتھ دشمنی اور اضلال کی قسم کھا رکھی ہے اور یہ آخری دم تک پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے لیکن اگر تیری توفیق شامل حال رہے تو نا نفس کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نا ہی شیطان کا چارہ چل سکتا ہے۔

اے میرے رحیم و کریم اللہ! اس پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جس ذات والاصفات کو تو نے سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے مجھ فقیر بے نوا کی دستگیری فرما! اپنے فضل و کرم کا سایہ مجھ مسکین کے سر پر رکھ!

تا کہ فقیر اس توبہ پر قائم رہے اور دنیا سے تیری رضا حاصل کر کے باایمان جائے۔

وما ذالک علی اللہ بعزیز و صلی اللہ تعالی علی و حبیبہ و نبیہ و رسولہ سید العالمین و علی آلہ واصحابہ و ذریتہ و ازواجہ الطاھرات المطہرات امہات المؤمنین والحمد للہ رب العالمین۔

دعا: اے میرے رحیم و کریم مولیٰ! اے ذوالجلال والاکرام! مجھ غریب مسکین کو لایعنی باتوں سے، یاوہ گوئی سے، یاوہ گو اور مسخرے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ

اما بعد

آج بتاریخ ۹ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ یوم عرفہ سے تعمیر باطن کا پروگرام اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے شروع کیا جارہا ہے۔

اس پروگرام کی بنیاد بدرقہ ثلاثہ پر ہوگی۔

(۱)......قلتِ کلام (کم بولنا)

(۲)......قلتِ طعام (کم کھانا)

(۳)......قلتِ منام (کم سونا)

سب سے پہلے قلتِ کلام پر توجہ دی جائے گی، یعنی یاوہ گوئی کو ترک کیا جائے گا۔

کوئی بات کرنے سے پہلے سوچنا ہوگا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ عزوجل اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا کے لئے ہے یا نفس کو خوش کرنے کے لئے ہے، لایعنی باتوں سے پرہیز لازم ہوگا اور اس پورے پروگرام میں اللہ رب العزت کی رضا اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع و محبت ہوگی۔

دعا: اے میرے مولیٰ و مالک! تو جانتا ہے کہ میں کم ہمت ہوں۔ میرے دشمن، نفس اور شیطان بڑے عیار، بڑے مکار، منہ زور اور ضدی ہے۔ میں ان کا مقابلہ تیری توفیق اور عنایت کے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں کر سکتا۔ اے میرے رحیم و کریم! تو مجھ فقیر کو اپنی حفاظت میں رکھ اور میرے دشمن کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔

انک علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر

بجاہ من بعثہ رحمۃ اللعالمین و جعلتہ شفیعاً للمذنبین

واتخلتہ حبیباً فی الدنیا والآخرۃ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہٖ

واصحابہٖ اجمعین

نوٹ: میں نے (قبلہ مفتی صاحب) اپنے دادا جان (میاں غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت نہیں کی لیکن ان کی بیاض سے دو شعروں کا ایک ایک مصرعہ یاد ہے وہ یہ ہے کہ

ع ساوے چڑے چوگ چگیندے چوگ چگن نہیں آئی توں

ع کھانا پینا تے سوں رہنا ایہوئی کم کیتوئی نی

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ

۹ ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ

قبلہ حضرت صاحب کے اقوال زریں

برصغیر پاک وہند میں اسلام کا نور ایسے صوفیائے کرام کی تبلیغی کوششوں کا ثمر ہے جنہوں نے وقت، زمانے اور حالات کی صعوبتوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہر حالت میں رضائے الٰہی اور خوشنودی محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مدنظر رکھا۔ تقدیر خداوندی ان مردان حق آگاہ پر اسطرح مہربان ہوئی کہ ان کا پیغام دکھی لوگوں کیلئے امن وراحت کا پیغام بن گیا۔ جس گم کردہ راہ کو بھی ان پاک ہستیوں کی محبت نصیب ہوئی وہ مطلع ایمان کا روشن ستارہ بن کر چمکا، ملت اسلامیہ کے ان محسنین میں ایک اہم نام قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔

آپ کی ذات ستودہ صفات لامبالغہ ان نادر الوجود ہستیوں میں سے ایک ہے جنہیں رحمت الٰہی نے انتہائی پر آشوب اور کربناک حالات میں اپنے لطف وکرم کا مظہر بنا کر امت مسلمہ کی چارہ سازی کے لئے مقرر فرمایا۔

آپ کا ہر نقش قدم شاہراہ حیات پر سالکان محبت ووفا کیلئے خضر راہ ہے۔ سپہر ولایت کے اس آفتاب عالمتاب کی کرنوں سے فیضاب ہو کر

بے شمار مردان حق دنیا کے متعدد گوشوں میں نور افشانی کر رہے ہیں۔

علوم دینیہ کی ترویج میں آپ کو فطری لگاؤ ہے۔ مسلمانوں کی زبوں حالی، پسماندگی اور بے عملی کا احساس آپ کو ہمہ وقت بے چین رکھتا ہے۔ آپ کی طرز تبلیغ سے کئی مخالف، موافق اور کئی بیگانے اپنے بن گئے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل وکرم اور آپ کی محبت آمیز گفتگو کے سبب بہت سے احباب کو عمال صالح کی توفیق نصیب ہوئی اور ان کی زندگیوں میں خوشگوار انقلاب آچکا ہے۔

آپ کے فیضان عام کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے ارشادات میں اخلاقیات کے درس کے علاوہ تواضع، انکساری، صلہ رحمی، محبت وتعلیم اور حسن اخلاق پر بہت زور دیا گیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم٥

نحمدہٗ و نصلّی و نسلِّمُ علی رسولہِ الکریم و علی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

اما بعد

چند باتیں بطور نصیحت لکھی جاتی ہیں۔ ان پر عمل پیرا ہو کر انسان دونوں جہانوں کی سعادتیں حاصل کر سکتا ہے۔

اقول وما توفیقی الا باللہ العظیم

(۱)...... تواضع اور انکساری کو وتیرہ بنالو تو مقام درویشی عطا ہوگا۔

(۲)...... ہر کسی کو اپنے سے بہتر جانو تو تم سب سے بہتر ہو جاؤ گے۔

(۳)...... علم اور علماء کا ادب کرو اس سے روحانی ترقی نصیب ہوگی۔

(۴)...... دنیا اور دنیاداروں سے بے نیاز رہو کیونکہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔

(۵)...... وہ کتنا بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کرنے کی عادت نہیں۔

(۶)...... تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے دوست ہیں۔ لہٰذا بروں کے پاس نا بیٹھو! بلکہ نیکوں کے ساتھ دوستی اور ہمنشینی رکھو!

(٧)...... نیکی سے نیک کی صحبت بہتر ہے اور برائی سے برے کی صحبت بدتر ہے۔

(٨)...... تمام عبادتوں کی جڑ اور تمام بھلائیوں کا مجموعہ علم دین پڑھنا، اس پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو پڑھانا ہے۔

(٩)...... اگر کوئی مصیبت آ جائے تو اس کا علاج محتاجوں اور مسکینوں کو خوش کرنا ہے۔

(١٠)...... عقلمند وہ ہے جو مرنے کے بعد (قبر اور آخرت) کے لئے تیاری کرے۔

(١١)...... جو شخص ہر اچھے برے کے ساتھ میل ملاپ رکھے اس کا دین خراب ہو جاتا ہے۔

(١٢)...... دین کی تابعداری کو اپناؤ! خواہ سارا جہان ناراض ہو جائے۔

(١٣)...... دین اور دنیا کی عزت دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

(١٤)...... جو شخص رات کے پہلے حصے میں جاگے اور آخری حصے میں سوئے وہ بڑا بدقسمت ہے۔

(١٥)...... حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرو اللہ تعالیٰ

عزوجل کے محبوب بن جاؤ گے۔

(١٦)...... ہو سکے تو کسی کا بھلا کرو! ورنہ بلاوجہ شرعی کسی کا دل نہ دکھاؤ۔

خیر الناس من ینفع الناس (الحدیث)

(١٧)...... سب وظیفوں سے بڑھ کر وظیفہ درود پاک ہے۔

(١٨)...... ہر کام میں اللہ تعالیٰ عزوجل پر توکل رکھو!

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (القرآن)

(١٩)...... چغلی اور غیبت سے بچو! جنتی بن جاؤ گے۔

(٢٠)...... ہمیشہ سچ بولو! جھوٹ نہ بولو!

(٢١)...... صحت اور تندرستی کو غنیمت جانو!

(٢٢)...... اگر کوئی تکلیف آ جائے تو بے صبرے مت بنو! ورنہ معمولی تکلیف پہاڑ بن جائے گی۔

(٢٣)...... جب کوئی مصیبت آ جائے تو بزرگان دین خصوصاً شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکالیف کو یاد کرو! مصیبت ہلکی ہو جائے گی۔

(٢٤)...... ہمیشہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دو! کیونکہ کافر اور دنیادار، دنیا

کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

(۲۵)......رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عظمت کو دنیا کی ہر محبت اور عظمت پر ترجیح دو! اللہ تعالیٰ عزو جل تمہارے دل میں ایمان نقش کر دے گا۔

(۲۶)......جس کا عقیدہ اہلسنت وجماعت یعنی ولیوں کی جماعت کے خلاف ہو اس کی ہزار سالہ عبادت کو مچھر کے پر کے برابر بھی نا جانو!

(۲۷)......رسول خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے ادبوں اور گستاخوں کے ساتھ عداوت رکھنا اللہ عزو جل اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۸)......عورت پر سب سے بڑا حق خاوند کا ہے۔

(۲۹)......رسول اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شہزادی، خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا "بیٹی! عورت کے لئے کیا بہتر ہے؟"

تو جواباً عرض کیا "عورت کے لئے یہ بہتر ہے کہ نا وہ اجنبی مرد کو دیکھے اور نا اسے اجنبی مرد دیکھے۔

(۳۰)......دعا سے بلائیں رد ہوتی ہیں۔

النصائح ایضاً

(۳۱)......بذکر اللہ تستنزل الرحمة

(۳۲)......اللذات آفات

(۳۳)......المتقی من اتقی الذنوب

(۳۴)......الکیس من ملک عنان الشهوة

(۳۵)......افضل الجهاد جهاد النفس عن الهوىٰ

(۳۶)......المومن من تحمل اذی الناس ولایتاذیٰ احدمنه

(۳۷)......التقربُ الی اللہِ بمسئلة (ای بِالدّعآءِ) والی الناس بترکها.

(۳۹)...... فاما من طغی واثرالحياة الدنيا فان الجحيم هی الماوی (القرآن)

والسلام

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ولوالدیہ محمد پورہ فیصل آباد

یکم ربیع الاول شریف ۱۴۱۱ھ

۲۲-۹-۹۰ بروز شنبہ

دلنشیں تاثرات

☆......اردو جامع انسائیکلوپیڈیا ڈائریکٹر مسٹر ڈیس سی سمتھ

محمد امین (مفتی) ۱۹۲۷ء = ممتاز عالم دین اور مصنف

آپ نوازش آباد (لاہور) کے رہنے والے ہیں۔ والد بزرگوار حضرت مولانا غلام محمد راجپوت بھٹی اپنے وقت کے جید عالم دین وطبیب حاذق تھے۔

جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد، جامعہ میاں صاحب شرقپور شریف میں مولانا محمد حنیف (صاحب) اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد (رحمۃ اللہ علیہ) سے درس حدیث لیا۔ ۱۹۵۰ء میں سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں مدرس مقرر ہوئے۔ وہیں فتوے بھی جاری کرتے رہے۔

محمد پورہ فیصل آباد میں دارالعلوم امینیہ رضویہ بھی قائم کیا۔ رضوی جامع مسجد گول باغ میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آج کل جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں خطبہ دیتے ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۱ء میں مسلمانان پاکستان نے منکرین

ختم نبوت کا بائیکاٹ کیا تو بعض مفاد پرست عناصر کی طرف سے اس بائیکاٹ کو غیر شرعی قرار دیا گیا جس پر مفتی صاحب موصوف نے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت پر ایک کتابچہ لکھا۔

براہین القاطعہ رد الخنس البازغۃ، دعوت غور وفکر، بائیکاٹ کا شرعی ثبوت (بائیکاٹ کی شرعی حیثیت) واڑھی کی اہمیت (پوسٹر) دینی مدارس اور ہم، الیواقیت الجواہر اقوال لاکابر فی مسئلۃ الحاضر والناظر اہم تصانیف ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ مقبول رسول للّٰہ شریف (ضلع جہلم) کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے وصال کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب پنجیاں شریف (میر پور آزاد کشمیر) سے اکتساب فیض کیا۔

اردو جامع انسائیکلو پیڈیا ص ۱۳۴۷ جلد دوم

چیئر مین جسٹس ایس اے مدیر اعلیٰ:

مولانا (محمد) حامد علی خان۔ڈائریکٹر مسٹر ڈیس سی)

☆☆☆☆☆

☆...... جواہر نقشبندیہ از محمد یوسف مجددی:

حضرت مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تعارف وولادت:

استاذ الاساتذہ، علامہ ابو سعید مفتی محمد امین ابن غلام محمد کی ولادت ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء نوازش آباد ضلع لاہور میں ہوئی۔ آپ راجپوت بھٹی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ کے والد عالم دین اور طبیب حاذق تھے۔

علوم ظاہری وباطنی:

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد للّٰہ شریف میں حاضر ہو کر خواجہ مقبول رسول للّٰہی قدس سرہٗ سے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہو کر مجاز طریقت ہوئے۔ آج کل اپنے قائم کردہ دار العلوم امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد میں درس وتدریس وافتا کی مسند پر فائز ہیں۔ تین دفعہ ۱۹۵۵ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۵ء (۱۹۷۵ء تک) میں حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ سے مشرف ہوئے۔

تصانیف:

ابراھین القاطعہ لرد الخنس البازغۃ، دعوت غور وفکر، بائیکاٹ کی

شرعی حیثیت، داڑھی کی اہمیت، الیواقیت الجواہر، آب کوثر، راہ نجات۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد سعید اسعد نقشبندی مجددی جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی کے منتظم اور جمعیت علمائے پاکستان کے مقتدر رہنما اور ورلڈ اسلامک مشن کے ناظم ہیں۔

(جواہر نقشبندیہ تالیف محمد یوسف مجددی)

☆......سائندل بار از احمد غزالی:

حضرت مفتی امین صاحب آپ فیصل آباد میں مستقلاً اقامت گزیں ہیں۔ یہاں آپ نے محمد پورہ میں جامع مسجد گلزار مدینہ سے ملحق امینیہ رضویہ محمد پورہ کے نام سے ایک بڑا دینی ادارہ تشکیل دیا ہے، جہاں مفت دینی تعلیم دی جاتی ہے۔

آپ حضرت مولانا سردار احمد کے ممتاز تلامذہ میں سے ہیں اور مولانا علیہ الرحمۃ کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات کو انتہائی دل پذیر انداز میں بیان کرتے ہیں۔

آب کوثر، راہ نجات، جنتی گروہ اور دیگر تصانیف آپ کے علمی اور دینی ذوق کا ثمرہ ہیں۔

آپ نا تو خرقہ پوش ہیں اور نا دعوئی ولایت کرتے ہیں۔ مگر

آپ کے سراپے سے فقر کی خوشبو آتی ہے۔ دن رات سینکڑوں ملاقاتی ارادت بھرا دل لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے کلام سے اکتساب فیض کر کے لوٹتے ہیں۔

آپ طور طریقوں میں سادگی کو روا رکھتے ہیں مگر پھر بھی آپ کے عمل کی استقامت اور دینی خدمات کی شان چھپ نہیں پاتی۔ میں نے آپ کے جملہ اہل تعلق کو آپ کا فقر کا معترف پایا۔

سائندل بار ص ١٦٧

مصنفہ احمد غزالی فیروز سنز لمیٹڈ

لاہور، راولپنڈی، کراچی

☆...... ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی:

حضور فقیہ العصر دامت برکاتہم العالیہ کے آباؤ اجداد کا آبائی وطن گجرات کی تحصیل پھالیہ کا گاؤں "پھلے شاہ دا کوٹ" ہے۔ وہاں کچھ زمین تھی۔ لیکن ١٩١٣ء میں قحط سالی کی وجہ سے حالات اس قدر نازک ہوئے کہ سرکاری لگان بھی زمین سے ادا نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس وجہ سے لاہور کے ایک گاؤں میں آپ کے والد گرامی الحاج حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ یہاں آپ زمینداری بھی کرتے اور

حکمت بھی۔ گاؤں میں امامت کا فریضہ بھی آپ کے سپرد تھا۔ اسی گاؤں میں فقیہ العصر مدظلہ العالی کی ولادت ۱۵ شعبان المعظم، بروز سوموار کو ہوئی۔ آپ کے برادران گرامی مرتبت (ڈاکٹر محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ اور حضور مولانا محمد منشاد مدظلہ العالی بھی اسی گاؤں میں پیدا ہوئے)

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے:

حضرت ابو سعید محمد امین مدظلہ العالی بن الحاج حکیم غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن مولوی غلام محی الدین بن میاں غلام حسین بن میاں پیر محمد بن میاں پیر بخش علیہ الرحمۃ۔

آپ کے اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

حضور سیدی محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا شیخ الحدیث غلام رسول مدظلہ العالی

برادر محترم مولانا حاجی محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۹۵۲ء میں محمد پورہ تشریف لائے۔ جامع مسجد گلزار مدینہ محمد پورہ میں ایک غلام خانی عقیدہ کے مولوی صاحبزادہ عبدالغفور صاحب متعین تھے۔ لوگوں نے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عشق رسول

میں ڈوبی ہوئی تقاریر سنیں تو انہیں مولوی صاحب کے فاسد عقائد کا پتہ چلا تو ان کو مسجد سے نکال دیا۔ بالآخر یکم محرم الحرام، ۱۳۱ گست ۱۹۵۲ء کو حضور فقیہ العصر مدظلہ العالی محمد پورہ تشریف لائے۔

ابتداء میں آپ کا پڑھائی میں دل نہیں لگا۔ اللہ عزوجل نے بڑے کام لینے تھے اس لئے حالات بدل دیئے۔ اداس ہوئے تو سوچا کہ اکیلے نہیں رہا جاسکتا تو قبر میں کیا ہوگا بس اسی جذبے نے پڑھائی کے لئے آمادہ کیا۔

۳۶-۱۹۳۷ء میں آپ کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے آپ کے برادر اکبر نے شرقپور شریف میں داخل کروادیا۔ ابتداء میں یہاں آپ کا دل نہ لگا جس کی وجہ سے دو تین ہفتے شرقپور شریف رہنے کے بعد آپ گھر تشریف لے آئے اور کافی عرصہ فارغ رہے۔ لیکن جن پاک طینت ہستیوں سے قدرت نے بڑے کام لینے ہوتے ہیں ان کے لئے حالات بھی بدل دیئے جاتے ہیں کافی عرصہ فراغت کے بعد دوبارہ شرقپور شریف تشریف لے آئے۔

یہاں آٹھ سالہ نصاب آپ نے تین سال میں ختم کرلیا۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ

حضور فقیہ العصر مد ظلہ العالی کی طبیعت بچپن میں بھی کھیل کود کی طرف مائل نہ تھی۔ ابتداء ہی سے والدین کی خدمت کا شوق تھا۔ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی گود ہی میں قرآن کریم پڑھ لیا تھا۔

آپ کے برادر گرامی مرتبت الحاج ڈاکٹر محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ دستار بندی کے موقع پر لاہور سے فیصل آباد تشریف لائے تو حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ ان کو (حضور فقیہ العصر مد ظلہ العالی) ہم مفتی بنائیں گے۔ افتاء نویسی کا کام زیادہ ہوا تو حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مفتی مختار احمد صاحب کو بلا کر فرمایا "بندہ خدا! الفتوٰی کا کام بہت زیادہ ہو گیا ہے، آپ سنبھال لیں!" لیکن انہوں نے معذرت کر لی۔ مفتی نواب دین صاحب کو بلا کر فرمایا تو انہوں نے بھی معذرت کر لی۔ اس کے بعد حضور فقیہ العصر کو بلایا گیا۔ آپ نے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور تقریباً پندرہ سولہ برس جامعہ رضویہ میں اس منصب پر کام کیا۔ آپ فتوٰی لکھ کر حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ضرور دکھاتے تھے۔

جامعہ رضویہ میں ایک ایسے استاد کا تعین ہوا جس کا میلان "یزیدی" تھا۔ صاحبزادہ صاحب کی توجہ جب اس طرف مبذول

کروائی گئی تو آپ نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ بالآخر ۱۳۷۶ھ کو جامعہ رضویہ کی افتاء اور تدریس کی ذمہ داریوں سے علیحدہ ہو گئے۔

قبلہ حضرت صاحب زید مجدہٗ سے کیا گیا ایک انٹرویو مختصراً قارئین کی نذر ہے۔

س...... تصوف اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب رغبت کسی طرح ہوئی؟

ج...... چند سال عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علامہ الحاج ابو الفضل مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گزارے۔ پھر ان کی تربیت سے حاصل ہوا جو ہوا۔

س...... آپ کی مریدین کی تعداد کتنی ہے اور آپ کا پسندیدہ مرید کون ہے؟

ج...... اب تک متوسلین کی تعداد چھ ہزار چار سو اڑسٹھ ہے۔ (۲۸ نومبر ۲۰۰۶ء صبح تقریباً ساڑھے سات بجے تک آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ۴۰ ہزار تک پہنچ چکی تھی) سب سے پیارا وہ ہے جو کہ رضائے الٰہی کا جویاں رہے اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پوری قوت سے تحفظ کرے۔

س……اب تک آپ کی تصانیف کی تعداد کتنی ہے؟ سب سے پسندیدہ کون سی تصانیف ہے؟

ج……اب تک تصانیف جو شائع ہو چکی ہیں۔ ان کی تعداد ۳۸ ہے (۲۸ نومبر ۲۰۰۶ء تک آپ کے ۱۰۳ کتب ورسائل شائع ہو چکے تھے)

پسندیدہ

آب کوثر، البرھان

س……مذہبی اور سیاسی اعتبار سے جو گروہ بندیاں ہو گئی ہیں اس پر آپ کا کیا خیال ہے؟

ج……یہ گروہ بندیاں دامن مصطفیٰ صلی الہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری کی وجہ سے ہیں اور اس کا علاج علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر میں مضمر ہے

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر با او نرسیدی تمام بولہبی ست

س……تصوف کی اس دنیا میں آنے کے بعد آپ کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

ج……فقیر کو بچپن سے ہی سے درود پاک سے شغف رہا لہٰذا فقیر کو کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔

س……آج کے انسان میں صبر نہیں۔ اس کے متعلق آپ کیا مشورہ

دیں گے؟

ج……آج کے دور میں تزکیہ نفس کا فقدان ہے۔ آج عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ عشق نفس نے لے لی ہے۔ لہٰذا جب تک تزکیہ نفس نہ ہو انسان خود بھی مصائب میں مبتلا رہے گا اور دوسروں کو بھی مبتلا رکھے گا اور تزکیہ نفس عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر ناممکن ہے۔

س……اسلام میں سیاست کے عمل دخل پر آج کل بہت بحث ہو رہی ہے اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج……کرۂ ارض پر اللہ تعالیٰ عزوجل کے قانون کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اس لئے مصطفوی ﷺ سیاست یقیناً اسلام کا حصہ ہے۔ لوگوں کے دکھ، درد اس وقت دور ہوں گے جب وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافذ ہوگا۔

س……آخر میں مسلمانان پاکستان خصوصاً اپنے مریدین کیلئے کوئی پیغام؟

ج……سب مسلمان بھائیوں کیلئے ایک ہی پیغام ہے کہ دل مسلم مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است کا مصداق بن جائے تو پھر آبروئے ما زنام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است خود بخود ہو جائے گا۔

ضرب اسلام چیف ایڈیٹر ناصر علی جہانگیر

۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۴ مئی ۲۰۰۲ء کراچی

نظرے خوش گزرے

سراپا:

روشن ابھری ہوئی کشادہ پیشانی، ابرو سجدہ گاہ عارفاں، قامت نہایت موزوں، نا بہت بلند نا پست میانہ مائل بہ بلندی، چہرہ مبارک آیات کبریا میں سے ایک آیت، خندہ کشادہ اور ابھرا ہوا رنگ، رخسار سفید و سرخ تجلیات حسن ازل کی تفسیر، دل فریب نین، سینہ مبارک کنز مخفی اسرار عشق و حقائق کا معارف ہے۔

لبان لعل گوں جو اکثر اظہار تبسم کے وقت برگ گل سے نازک تر ہوتے ہیں۔ گفتگو میں آہستگی و شیرینی ہے۔ گھنی خوش وضع ریش مبارک، سر پر دستار مبارک یا سفید کپڑے کی ہاتھ سے بنی ہوئی ٹوپی پہنتے ہیں۔ سفید شلوار قمیض پسندیدہ لباس ہے۔ کثرت اوراد و وظائف، درود پاک اور نوافل شب کا اثر ہمہ وقت بڑی بڑی خدا بین و خدا مست آنکھوں سے عیاں ہوتا ہے۔

آپ کی پیشانی پر دونوں اطراف میں "محمد" (۱) لکھا ہوا ہے۔ سینکڑوں لوگوں نے زیارت کی ہے۔ جوانی میں بالکل نمایاں نظر آتا تھا۔ مگر اب جیسے جیسے عمر عزیز بڑھ رہی ہے یہ نام مبارک

(۱) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کمزوری کی وجہ سے مدہم ہوتا جارہا ہے۔

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کونسی بستی کے یارب رہنے والے ہیں
(اقبال)

ہمہ صفت موصوف شیخ:

آج کل پیری مریدی آسان کام سمجھا جانے لگا ہے جبکہ یہ عظیم ذمہ داری ہے کار آسان نہیں ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی ہمہ صفت موصوف پیر ہیں۔ میدان خطابت ہوتو آپ اپنی اہلیت کا سکہ منواتے دکھائی دیتے ہیں، اگر شعبہ تدریس ہو تو اس میں آپ نے مسلسل کئی سال گوہر ہائے حکمت لٹائے۔

آپ کی تدریسی خدمات اور پڑھانے کی خوبیوں کو آنجناب کے نیازمند شاگرد بیان کرتے نہیں تھکتے۔ میدان تصنیف میں تو قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم القدسیہ اپنے بہت سے ہم عصر علماء،

فضلا اور ادبا سے آگے نظر آتے ہیں۔ جس کا اندازہ مختلف رسائل میں آپ کے علمی مضامین اور کتب پڑھ کر بخوبی ہوتا ہے۔ آپ ہمیشہ دنیاوی مصلحتوں سے بالاتر ہوکر دین کے لئے کام کرتے ہیں۔

شیخ کی نظر میں:

فیصل آباد سے کسی ارادت مند نے بڑے پیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو خط لکھا کہ گاڑی کے لئے نقش منگوایا تھا، گم ہو گیا ہے، دوبارہ بھیج دیں!

دربار عالیہ کوٹلی گلھار شریف سے جواب

سلام مسنون! خط ملا۔ آپ نے لاپرواہی سے کام لیا اور نقش ضائع کردیا۔ آپ کو دوبارہ بھیجا جارہا ہے۔ اب احتیاط سے کام لیں۔ نقش کے گم کرنے سے احساس ہوتا ہے کہ آپ کو نقش کی اہمیت کا احساس نہیں۔ کہتے ہیں کسی مرید سے ایسا ہی فعل سرزد ہوا اور جب وہ دوسرا نقش لینے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا:

"اب اسے سونے میں مڑھوانا! تاکہ تجھے سونے کی وجہ سے قدر ہو۔"

آپ مفتی محمد امین صاحب کے پاس جایا کریں! وہ عالم باعمل ہیں۔ان سے دعا کرایا کریں۔بندہ آپ کی بہتری کیلئے دعا گو ہے۔

والسلام

(مکتوب نمبر ۰۷)

محبت رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ

محبت رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ دونوں کا گہرا تعلق ہے۔جہاں سچی محبت ہوئی ہے وہاں اطاعت کے خوش رنگ جلوے جھلکتے ہیں۔کیونکہ محبت کے جذبات انسان کو اپنے محبوب کے افعال کی اطاعت اور مشابہت پر مجبور کرتے ہیں۔اتباع کے بغیر محبت کا دعویٰ جھوٹا ہوتا ہے۔کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لو کان حبک صادقا لاطعتہٗ

ان المحب لِمَن یحب مطیع

یعنی اگر تیری محبت سچی ہوتی تو، تو اپنے محبوب کی اطاعت کرتا۔کیونکہ محب ہمیشہ محبوب کا مطیع وفرمابردار ہوتا ہے۔

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ محبت رسول اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتہائی پُر اثر آواز میں درس

دیتے ہیں۔

آپ کا فرمان ہے:

"محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایمان کے پھول کیلئے خوشبو، ایمان کے جسم کیلئے جان اور ایمان کے چراغ کیلئے روشنی ہے اور ہمارے پاس دونوں جہان کا سرمایہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کچھ نہیں ہے۔"

آپ سے جب کوئی مرید کسی وظیفہ کرنے کے متعلق عرض کرتا ہے تو آپ کا جواب ہوتا ہے "درود پاک" اس لئے کہ سب وظیفوں کا وظیفہ درود پاک ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"جب انسان حضور نبی اکرم علیہ تحیۃ وثنا کا دامن رحمت پکڑ لیتا ہے تو اسے اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے اور عشق رسول ﷺ ہی اندھیروں میں اجالے بکھیرتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

(اقبال)

دولتِ استغناء:

اللہ تعالیٰ عزوجل کے بندے کی یہ شان ہوتی ہے کہ جب وہ محتاج ہوتا ہے تو اپنے پروردگار کا اسے بھروسہ ہوتا ہے۔ اس کا دامن پھیلتا ہے تو فقط اپنے رب ذوالجلال کی بارگاہ میں۔ دست سوال دراز کرتا ہے تو صرف اپنے وہاب و معطی رب کی جناب میں۔ بادشاہوں کی دولت، امیروں کی ثروت اور وڈیروں کی جاہ وحشمت اس کی نگاہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ دنیا کی کوئی دولت اس کی توجہ کا مرکز نہیں ہوتی۔

قبلہ حضرت صاحب زید شرفہٗ کو اللہ رب العزت نے بلا کی دولت استغناء عطا فرمائی ہے۔ آپ اپنے اہل وعیال و متوسلین سے اکثر فرمایا کرتے ہیں:

"دولت کی مثال سائے کی مانند ہے اگر اس کے پیچھے دوڑنا شروع کردے تو کبھی بھی اس کو نہیں پکڑ سکے گا، لیکن اگر اس کی طرف پیٹھ کرلے تو یہ قدموں میں آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر دولت کو مقصود بناؤ گے تو کبھی بھی سیر نہ ہو گے مگر اس سے استغناء کا مظاہرہ کرو گے تو یہ ذلیل وخوار ہو کر تمہارے قدموں میں آئے گی۔"

رومیٔ ہند رحمۃ اللہ علیہ نے استغناء کے متعلق کیا خوب کہا ہے:

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

خوش خلقی اور تالیف قلب

خوش خلقی اور تالیف قلب ایک ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے سنگ دل کو موم بنایا جاسکتا ہے اور یہ دونوں چیزیں اسلامی تعلیمات کا طرہ امتیاز بھی ہیں۔

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

"خوش خلقی اور چیز ہے اور خوشامد اور چیز ہے۔ خوشامد مکروہ وممنوع ہے مگر خوش خلقی عین مطلوب ہے۔ وہ کام جو سختی، درشتی سے نہیں ہوسکتا خوش خلقی اور تالیف قلب کے ذریعے با احسن طریقے سے حاصل ہوسکتا ہے۔"

اللہ رب العزت نے قبلہ حضرت صاحب کو انداز دلربائی اور تالیف قلب کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ سینکڑوں طالب علم، مریدین آتے ہیں، اپنے مسائل عرض کرتے ہیں، آپ خندہ پیشانی سے، پورے غور سے سننے کے بعد ہر ایک کے لئے خشوع خضوع سے دعا

فرماتے ہیں۔ آپ غریب یا امیر کسی سے ہاتھ ملانے سے گریز نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ جوق در جوق اس مردِ قلندر کے پاس چلے آتے ہیں۔ قلندر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات ہے کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

تلامذہ:

قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا ملت اسلامیہ پر یہ ایک بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اس کو ایسے ایسے قیمتی موتی دیئے کہ جنکی آب وتاب اظہر من الشمس ہے۔ آپ کے فارغ شدہ طلباء شریعت اسلامیہ کی پاسداری کر رہے ہیں اور دیگر اسلامی، ادبی تحریکوں میں سب سے آگے چلتے دکھائی دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قبلہ حضرت صاحب مدظلہ العالی نے اپنے شاگردوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ خلوص دل سے دین کا درد رکھتے تھے اور رکھتے ہیں۔ یہ سب آج بھی بغیر کسی لالچ کے تبلیغ دین کو اپنی زندگی کا لازمہ جانتے ہیں۔

ایک کامیاب معلم کی کامیابی، چلتی پھرتی تصویر اور زندہ جاوید

دلیل اس کے تلامذہ ہوا کرتے ہیں۔ جب ہم اس پہلو سے قبلہ حضرت صاحب زید شرفہٗ کے مقام کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ہر طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی ہے۔

آپ کے تلامذہ میں سے بعض کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱)...... مولانا حافظ محمد ابراہیم صدیقی مبلغ اسلام در دیار مغرب (افریقہ)

(۲)...... شیخ طریقت الحاج مولانا علاؤ الدین صدیقی سجادہ نشین نیریاں شریف۔

(۳)...... مولانا محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور۔

(۴)...... مولانا سید زاہد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب بغدادی جامع مسجد فیصل آباد۔

(۵)...... مولانا حافظ معراج الاسلام سابق صدر مدرس جامعہ محمدیہ بھیرہ شریف (اس وقت آپ منہاج القرآن لاہور میں علم کی شمع فروزاں کئے ہوئے ہیں)

(۶)...... مولانا سید جسٹس حبیب الرحمٰن شاہ صدیقی مفتی وقاضی آزاد کشمیر۔

(۷)...... مولانا قاری حافظ فضل حسین صاحب سابق مفتی کوٹلی آزاد کشمیر۔

(۸) ...... مولانا محمد فیض الحسن قادری صاحب جامع مسجد سفینہ وار برٹن شیخوپورہ۔

(۹)...... مولانا حیات محمد صاحب مہتمم دار العلوم بھیرہ (باغ) آزاد کشمیر۔

(۱۰)...... مولانا سید مراتب علی شاہ صاحب گوجرانوالہ۔

محبت تعلیم و تعلم:

قبلہ حضرت صاحب زید مجدہٗ کی تقریباً ساری عمر پڑھتے پڑھاتے گزاری ہے۔ آج بھی جبکہ آپ کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ کچھ پڑھ پڑھا سکیں آپ کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ میرے پاس جو علم ہے وہ دوسروں تک منتقل کر سکوں۔

؎ میں اپنا خون مٹی میں ملا کر
نئے پودے لگانا چاہتا ہوں

میری بڑی بہنا محترمہ عائشہ صدیقہ چیئرپرسن البرحان انٹرنیشنل اور راقم الحروف تقریباً دو ماہ قبل تک ہر بدھ آپ دامت برکاتہم العالیہ سے اکتساب علم کیا کرتے تھے۔

ایک دن بہنا کہنے لگی:

"بابا جی! بعض اوقات یہ سوچ کر ہماری آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگتے ہیں کہ ہم آپ کی اس عمر میں کوئی خدمت نہیں کر سکتے جبکہ دیگر متعلقین و منسلکین تو یہ جھام بھر بھر کے لے جاتے ہیں۔

آپ دامت برکاتہم العالیہ فرمانے لگے:

"پتر! دین پڑھواتے پڑھاؤ! ایہوئی میری خدمت اے"

آپ دامت برکاتہم العالیہ کی اس بات پر میرے ذہن میں جو سب سے پہلی بات آئی وہ یہ تھی۔

؎ مت سہل انہیں جانو! پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

کشف و کرامات:

میں اس عنوان پر کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ یہ اس لئے نہیں کہ میں ان اشیاء کا قائل نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ میں ایسے لوگوں کے وسعتِ اخلاق، علم و عمل، علو ہمتی، پابندئ شریعت، استغنا اور گوناں گوں حالات ہی کو بہت بڑی کرامت سمجھتا ہوں اور کیا ہی بلند پایہ قول یہ کسی بزرگ کا ہے۔

الاستقامة فوق الكرامة

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص بیعت کی نیت سے حاضر ہوا، کافی عرصہ رہنے کے بعد ایک روز یکا یک واپسی کی اجازت طلب کی ارشاد ہوا کیوں چلے؟

عرض کی کہ سالہا سال میں کوئی کرامت آپ کی نہیں دیکھی۔ اس لئے دل برداشتہ ہو کر واپس چلا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی مدت میں میرا کوئی فعل وعمل، کوئی قول۔ چھوٹا ہو یا بڑا شریعت کے خلاف کبھی دیکھا؟

اس نے کہا:

"ہرگز نہیں"

فرمانے لگے اور کرامت اس سے بڑھ کر کیا دیکھنا چاہتے ہو؟

؎ جہانے درخیال لیلۃ القدر
حسن در بند گیسوئے محمد ﷺ

آہ! ان لوگوں کے حالات، کرامات کب ظاہر کر سکتے ہیں۔ وہ جن کی پرواز اعلیٰ علیین سے گزر کر مشاہدے میں مستغرق رہتی ہے، جن کی عبودیت میں کوئی اور ہی شان پنہاں ہے، جن کے ارشادات کنز مخفی ہوتے ہیں، جن کی ہمت دو عالم کی اشیاء پر نہیں ٹھہرتی، جو

خالصاً ومخلصاً ماسوا سے بے نیاز ہو کر درگاہ بے نیاز میں جا ساجد ہوتے ہیں اور جن کی ادائیں پکار پکار کر کہتی ہیں۔

ظاہر میں کہیں بیٹھے ہیں
باطن میں کہیں ہیں

نوٹ: جب اجازت ہوگی تو انشاء اللہ کرامات بھی لکھی جائیں گی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

حرف آخر:

مجھ سے اگر کوئی پوچھے تم نے کبھی وہ خضر حیات دیکھا ہے جو بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھاتا ہے، مایوسوں کو امید دلاتا ہے اور ہارے ہوؤں کو زندگی دیتا ہے؟

تو میں کہوں گا:

"ہاں"

وہ بلندی مائل، گورا چٹا شخص ہے، اس کے نین نقش بہت ہی دلآ ویز ہیں، اس کی آواز میٹھی اور دل موہ لینے والی ہے، اس کی آنکھوں میں دلوں تک پہنچنے والی روشنی ہے، اس کے مصافحے میں قرون اولیٰ کی مجاہدوں کی گرمی اور معانقے میں پرانی، سینکڑوں برس پرانی خانقاہوں کی ٹھنڈک ہے۔

تو پوچھنے والا کہے گا............ یہ تو اپنے "باباجی" ہیں۔ تو میں کہوں گا ہاں۔ آج کے خضر حیات "باباجی" ہی ہیں۔

ایک دن قاری محمد افضل سعید صاحب خواب سنانے لگے کہ میں نے خواب میں اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔ آپ فرمانے لگیں: "پتر! یہ جو بزرگ ہیں اللہ کے ہاں ان کی بڑی شان ہے۔

دور آسمان کی طرف اشارہ کر کے پھر فرمایا کہ یوں سید ھا میل تک، اوپر، بلند، ان کی شان ہے۔

عرض کیا:

''اماں جی وہ بزرگ کونسے ہیں؟

فرمانے لگیں:

''ایک تو اپنے مفتی محمد امین صاحب ہیں اور دوسرے گلر کہار میں رہتے ہیں۔ پوچھا اماں جی! گلر کہار والے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تو نہیں؟ فرمانے لگیں نہیں لیکن رہتے وہ وہیں ہیں۔

اس پر آنکھ کھل گئی۔

اس فانی دنیا میں جب سے میں نے آنکھ کھولی ہے قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو دیکھ رہا ہوں۔ ہوش سنبھالنے کے بعد میں جب بھی آپ سے ملا نہ جانے کیوں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کی دو واقعات فوراً آنکھوں میں اتر آئے۔

صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب بھی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل میں بیٹھتے ہم میں سے ہر شخص کو محسوس ہوتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر

توجہ مجھ پر ہی مرکوز ہے وہ اس ہجوم میں صرف اور صرف مجھے ہی چاہتے ہیں۔

دوسرے صحابی رسول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''جب جنگ کی شدت بڑھ جاتی، تلوار چلاتے چلاتے ہمارے بازو شل ہو جاتے، دھوپ سوئیوں کی طرح چبھنے لگتی اور موت کا خوف ہماری روحوں کو چھو کر گزرنے لگتا تو ہم فوراً نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سایہ اقدس میں پناہ لیتے، آپ کے پاس کھڑے ہو جاتے، آپ ہمیں مسکرا کر دیکھتے اور سارے خوف ختم ہو جاتے، ساری تھکن دور ہو جاتی، سارے حوصلے پلٹ کر واپس آ جاتے، ہم نعرہ تکبیر بلند کرتے اور دوبارہ رزم گاہ میں کود پڑتے۔

میں نے دیکھا اور میں نے سنا کہ قبلہ حضرت صاحب کی محفل میں آنے والا ہر شخص یہی دعویٰ کر رہا ہے:

''وہ صرف مجھے چاہتے ہیں، وہ صرف مجھے سے محبت کرتے ہیں، وہ صرف مجھ پر توجہ دیتے ہیں............اور کہنے والوں نے تو یہ بھی کہا:

''جب ہم روزگار کی تلوار چلا چلا کر تھک جاتے ہیں، اختیار کی چکی میں پس کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں، مکر و فریب کے صحرا میں

چل چل کر جاں بلب ہو جاتے ہیں، تو ہم آ کر قبلہ حضرت صاحب کے سائے میں پناہ لیتے ہیں.......... کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشقوں کے سائے بھی بڑے ٹھنڈے ہوتے ہیں۔

اور مجھ سے اگر کوئی پوچھے، تم نے کبھی خضر دیکھے ہیں؟ تو میں فوراً کہوں گا "ہاں"

بلندی مائل قدرے گورے چٹے اگر خضر نہیں تو خضر جیسے ضرور ہیں کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والا کوئی شخص گمراہ نہیں ہو سکتا، حالات کے سمندر میں ڈوب نہیں سکتا، برائی کے صحرا میں بھٹک نہیں سکتا۔

اور

مجھے یہ بھی یقین ہے روز قیامت جب ہم قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے تو نبی رحمت ﷺ صرف اس بات پر ہماری شفاعت فرما دیں گے کہ ہم سب قبلہ حضرت صاحب کے بیٹے ہیں، ان کے چاہنے والے ہیں۔ (انشاء اللہ)

تمت بالخیر



آئینہ فہرست

مصنف کی دیگر معرکۃ الآراء تصانیف

